عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۸ | ۱۷تا۲۳ جمادی الثانی ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۳تا۲۸ فروری ۲۰۱۹ء | شمارہ: ۸

اسلام ایک فلاحی دین

امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فضائل و مناقب

پوری زندگی کو عبادت بنانے کا طریقہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

سوتیلی اولاد شرعاً وارث نہیں ہوتی

س:......میرے والد صاحب نے چار شادیاں کی تھیں، پہلی شادی کے ایک سال بعد ہماری پہلی والدہ کا انتقال ہوگیا، ان میں سے کوئی اولاد نہیں ہے، دوسری شادی ہماری حقیقی والدہ سے سرگودھا میں ہوئی، ان میں سے پانچ بچے ہیں: ۲ لڑکے ۳ تین لڑکیاں یہ والد صاحب کی اولاد ہیں، اس کے بعد والد صاحب نے کراچی میں تیسری شادی ایک بیوہ سے کی، ان کے پہلے شوہر سے دس بچے تھے جو کہ ہمارے والد کے ساتھ نہیں رہتے تھے اور تیسری والدہ سے والد صاحب کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ ان کا انتقال والد صاحب کی زندگی میں ۲۰۰۸ء میں ہوا، پھر والد صاحب نے چوتھی شادی بھی ایک بیوہ سے کی، جس کی نہ تو پہلے خاوند سے کوئی اولاد ہے اور نہ ہی ہمارے والد صاحب سے کوئی اولاد ہے اور یہ والدہ حیات ہیں اور سرگودھا والی والدہ بھی حیات ہیں۔ اب صورت حال یہ ہے کہ والد کا انتقال کراچی میں ہوا جو والدہ ان کے ساتھ رہتی تھی وہ اور میری پھوپھی والد صاحب کو ایمبولینس میں بذریعہ روڈ سرگودھا ان کے آبائی علاقہ میں تدفین کے لئے لے کر گئیں۔ سرگودھا میں والد صاحب کو دفن کیا گیا، ادھر کراچی میں تیسری والدہ کے پہلے خاوند کی اولاد نے مکان پر قبضہ کرلیا تالے توڑ کر اور تمام کاغذات دکان، مکان، گاڑی کے اس اصل کاغذات بھی ان کے قبضہ میں ہیں۔ اب جب ہم اُن سے کہتے ہیں کہ مکان خالی کرو اور ہمیں ہمارا سامان واپس کرو تو وہ کہتے ہیں کہ تمہارے والد وہ ہمارے بھی والد ہیں اور انہوں نے ہماری والدہ سے نکاح کیا تھا اور کچھ عرصہ تو یہ بات کرتے رہے لیکن اب ایک سال گزرنے کے بعد وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ہماری والدہ کو گفٹ کردیا تھا، جس کا اُن کے پاس کوئی گواہ یا ثبوت نہیں ہیں۔ اب ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اُن کا والد صاحب کی جائیداد میں حصہ ہے یا نہیں؟

ج:......دو بیویوں کا چونکہ مرحوم کی زندگی میں ہی انتقال ہوگیا تھا۔ اس لئے وہ وراثت سے محروم ہیں اور تیسری خاتون کی اولاد کو جو پہلے شوہر سے ہے، مرحوم کی جائیداد اور ترکہ سے کچھ حصہ نہیں ملے گا۔ کیونکہ وہ حقیقی اولاد کی موجودگی میں شرعاً وارث نہیں ہیں۔ لہٰذا ان کا مرحوم کے مکان پر قبضہ کرنا یا مرحوم کے سامان پر قبضہ کرنا شرعاً ظلم اور زیادتی ہے، ناجائز اور حرام ہے۔ انہیں چاہئے کہ وہ مرحوم کا مکان اور سامان مرحوم کے وارثوں کے حوالہ کردیں ورنہ وہ آخرت میں ظلم اور زیادتی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے یہاں پکڑے جائیں گے اور سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

طلاق بائنہ کے بعد بیوی آزاد ہے

س:......شوہر نے دبئی میں رہتے ہوئے اپنی بیوی کو کراچی میں یہ وائس میسج (Voice Messages) بھیجے جو درج ذیل ہیں: ''نہیں مانگ معافی نہیں مانگ معافی، تو نے جو حرکتیں کردی ہیں.... تیرے لئے تو میں اپنا رشتہ ویسے ہی ختم کرچکا ہوں، اللہ کو حاضر ناظر جان کر اب تو بتادے تجھے اپنی بہن کے گھر جانا ہے یا ماں کے گھر تا کہ وہ لوگ تیرے کو سنبھالیں اب میرے سے کوئی ریلیشن (Relation) نہیں ہے، میری تیرے سے اب شادی نہیں ہے۔'' ان مندرجہ بالا الفاظ کی ادائیگی سے شوہر اور بیوی کے نکاح پر کیا اثر پڑا؟ واضح رہے کہ شوہر کا موقف یہ ہے کہ اس سے طلاق نہیں ہوئی ہے جبکہ ہمارے پاس اس کی مندرجہ بالا گفتگو کا ریکارڈ محفوظ ہے۔

ج:......صورت مسؤلہ میں شوہر نے بیوی کو جو یہ الفاظ کہے کہ: ''میں اپنا رشتہ ویسے ہی ختم کرچکا ہوں، اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر، اب میرے سے کوئی ریلیشن نہیں ہے، میری تیرے سے اب شادی نہیں ہے تو فارغ ہے، میری طرف سے۔'' ان الفاظ کے استعمال سے بیوی پر ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی ہے اور نکاح ختم ہوگیا ہے۔ لہٰذا اب شوہر کا یہ کہنا کہ طلاق نہیں ہوئی غلط ہے، بیوی راضی ہو تو دوبارہ رجوع کرنے پر تو نکاح کرنا ہوگا، ورنہ عدت پوری کرنے کے بعد عورت آزاد ہے، دوسری جگہ نکاح کرسکے گی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مجلس

جلد:۳۸ — ۱۷ تا ۲۲ رجمادی الثانی ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۳ تا ۲۸ رفروری ۲۰۱۹ء — شمارہ:۸

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

ڈاگئی باباجیؒ کی رحلت	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
اسلام ایک فلاحی دین	۷	ڈاکٹر حسنین احمد ندوی
امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیقؓ	۱۱	مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی
"مُحَمَّدِیْنُم" صلی اللہ علیہ وسلم (۴)	۱۴	مولانا بشیر احمد حسینی
پوری زندگی کو عبادت بنانے کا طریقہ	۱۶	مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی
تحفظ ختم نبوت کورس برائے خواتین	۲۱	رپورٹ: مولانا محمد اشفاق
تھالی کا بینگن (۲)	۲۲	الحاج اشتیاق احمد مرحوم
ختم نبوت اور مرزائی عقیدہ (۲)	۲۴	حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

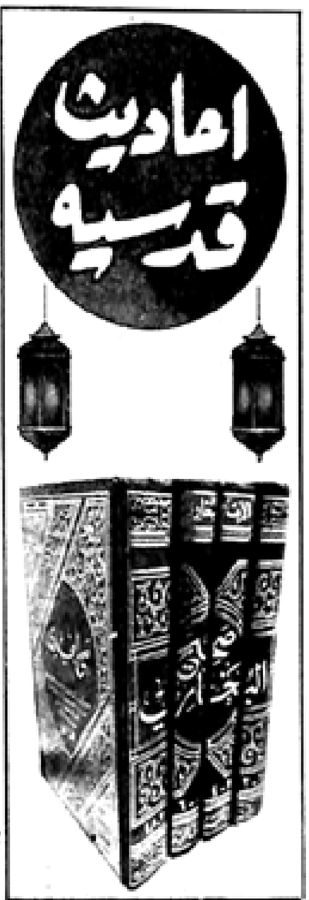

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ

مکروہات ومحرمات

حدیث قدسی ۵: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میرے بندوں کا مُثلہ نہ کیا کرو۔ (احمد) کسی کی شکل وصورت بگاڑنے کو مُثلہ کہتے ہیں: زمانہ جاہلیت میں لوگوں کے ناک کان کاٹا کرتے تھے۔

حدیث قدسی ۶: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پہلی نظر تو تیرے لئے ہے، لیکن دوسری کا کیا حال ہے۔ (ابوالشیخ) یعنی اگر کسی غیر محرم پر اچانک نظر جا پڑے تو قابل عفو ہے لیکن دوبارہ اگر قصداً دیکھے تو مواخذہ ہے۔

حدیث قدسی ۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! اگر تیری آنکھ میری حرام کی ہوئی چیزوں پر تجھ سے جھگڑا کرے تو میں نے اس کے لئے بھی دو بند کرنے والی چیزیں تیرے لئے بنادی ہیں، ان کو بند کرلیا کر۔ (دیلمی)

حدیث قدسی ۸: حضرت حسن بصریؒ کی ایک مرسل روایت میں ہے کہ شراب پینے والا جب قیامت کے دن حاضر کیا جائے گا تو وہ نشہ کی حالت میں ہوگا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرے لئے خرابی ہو تو نے کیا پیا ہے؟ یہ عرض کرے گا شراب پی ہے، ارشاد ہوگا کیا میں نے تجھ پر شراب کو حرام نہیں کیا تھا، یہ کہے گا: ہاں! حرام کی تھی پس اس کو آگ میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا۔ (عبدالرزاق)

علاماتِ قیامت

حدیث قدسی ۱: ابو نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا اور اس کی تفصیلات بتائیں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جو کوئی اس کو پائے تو وہ اس پر سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے یہ آیات اس کے فتنہ سے پناہ دینے والی ہیں۔ آپ نے فرمایا: وہ عراق وشام کے درمیان نکلے گا۔ اے اللہ کے بندو ثابت قدم رہنا۔ صحابہ کرام نے دریافت کیا: یارسول اللہ! وہ کتنے روز تک زمین پر رہے گا، آپ نے فرمایا: چالیس روز تک ان چالیس دنوں میں ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا اور باقی دن عام دنوں کی طرح ہوں گے صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا سال بھر کے دن میں ایک ہی دن کی نماز پڑھیں، آپ نے فرمایا: نہیں، اندازہ لگا کر پورے سال کی نماز پڑھنا۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

میت کا غسل

س:...... مسلمان میت کو غسل دینے کا طریقہ کیا ہے؟

ج:...... میت کو غسل دینے کا طریقہ یہ ہے کہ جب کسی شخص کی موت کا یقین ہو جائے تو میت کو کسی تخت وغیرہ پر لٹادیں اور بہتر یہ ہے کہ اس تخت کو میت رکھنے سے پہلے طاق مرتبہ یعنی تین، پانچ یا سات مرتبہ دھونی وغیرہ دے دیں اور دھونی دینے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ انگیٹھی جس میں لوبان یا اگربتی وغیرہ جلائی ہوئی ہو اس کو تخت کے اردگرد چاروں طرف پھرادیں اور دھونی میت کی تعظیم کی غرض سے دی جاتی ہے تاکہ کوئی ناخوشگوار بو وغیرہ محسوس نہ ہو۔

چوڑائی میں قبلہ رخ اس طرح لٹادیں جس طرح قبر میں لٹاتے ہیں اور جہاں میت کو غسل دینا ہے اس جگہ کو کپڑے وغیرہ سے ڈھانپ لیں اور اچھی طرح پردہ کرلیں تاکہ غسل دینے والوں کے علاوہ کسی کی اس پر نظر نہ پڑے، پھر میت کا ستر ناف سے گھٹنے تک کسی کپڑے وغیرہ سے ڈھانپ لیا جائے اور کپڑے وغیرہ اتار لئے جائیں، اس کے بعد نہلانے والا اپنے بائیں ہاتھ پر کوئی کپڑا یا تھیلی وغیرہ لپیٹ لے اور جو کپڑا ناف سے زانو تک میت پر پڑا ہوا ہے اس کے اندر سے نجاست کے مقام کو دھوئے، پھر میت کو نماز کی وضو کی طرح وضو کرادیں، البتہ کلی کرانے اور ناک میں پانی ڈالنے کی ضرورت نہیں، اس لئے کہ یہ مناسب ہے کہ کوئی آدمی اپنی انگلی پر گیلی روئی وغیرہ لپیٹ کر میت کے منہ میں بھی گھمادے اور ناک میں بھی، پھر میت کا منہ دھولیں، پھر دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھوئیں، پھر سر کا مسح کریں اور پھر دونوں پاؤں دھولیں، اگر میت کی داڑھی یا بال ہیں تو ان کو صابن وغیرہ سے اچھی طرح دھولیں، اگر غیر ضروری بال بڑھے ہوئے ہوں تو ان کو صاف یعنی علیحدہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ گرم پانی سے غسل دینا افضل ہے لیکن اس بات کا خیال رہے کہ پانی زیادہ گرم نہ ہو بلکہ درمیانہ گرم ہو جو بیری کے پتوں اور کافور وغیرہ ڈال کر گرم کیا گیا ہو اگر یہ نہ ہوں تو خالص پانی کافی ہے۔ اب میت کو بائیں کروٹ پر لٹا کر دائیں طرف سے نہلانا شروع کریں تاکہ پانی پہلے دائیں طرف پر پڑے ۳ بار پانی اسی طرح ڈالیں کہ تمام بدن پر پانی پہنچ جائے۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

ڈاگئی باباجیؒ کی رحلت

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علٰی عبادہٖ الذین اصطفٰی

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی قدس سرہ کے شاگردِ خاص حضرت مولانا حمد اللہ جان ڈاگئی باباجیؒ ۱۹۱۳ء کو ڈاگئی میں پیدا ہوئے اور ۲۰۱۹ء میں ۱۰۵ سال عمر گزار کر اس عالم رنگ و بو سے رخصت ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے بہنوئی اور علاقہ کے قاضی امان سے حاصل کی، اس کے بعد مردان میں اپنے والد کے شاگرد مولانا حبیب اللہؒ سے اور اس کے بعد ہندوستان میں مظاہر العلوم سہارن پور میں تین سال گزارے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی، مولانا عبداللطیف، مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے حضرات سے استفادہ کیا۔ شیخ حرم، شیخ طرازی، علامہ شمس الحق افغانیؒ اور مارتو تنگ باباجیؒ نے بھی سند اجازت حدیث سے نوازا۔ بیعت و سلوک کے چاروں سلاسل میں مجاز تھے۔ تدریس کا سلسلہ زمانۂ طالب علمی ہی سے شروع کیا تھا۔ مظاہر العلوم سہارن پور میں کتابیں پڑھانے کا اعزاز ملا تو حرم میں کتب فنون اور تفسیر جبکہ افغانستان میں دورِ طالبان میں جامعہ فاروقیہ میں ایک سال تفسیر و حدیث پڑھانے کا اعزاز ملا۔ بر (خشکی) میں تدریس کا اعزاز ملا تو سفر حج کے دوران بحری جہاز میں نصف قرآن کی تفسیر پڑھانے کا اعزاز بھی ملا۔ ۱۹۴۷ء میں سہارن پور سے فراغت کے بعد باقاعدہ ۲۰۱۹ء تک مسلسل تدریس کا اعزاز حاصل کیا۔ ان کے شاگردوں کی تعداد لاکھوں میں ہے، جس میں مفسرین، محدثین، مرشدین اور مجاہدین شامل ہیں۔

سیاست میں جمعیت علماء اسلام کی پلیٹ فارم سے حضرت مولانا مفتی محمودؒ، مولانا سمیع الحقؒ اور مولانا فضل الرحمٰن کے ساتھ کام کیا۔ ۱۹۶۲ء میں بلدیاتی جبکہ ۱۹۶۲ء اور ۱۹۷۰ء میں قومی حلقہ سے الیکشن لڑا۔ ایم ایم اے اور جمعیت علماء اسلام کے امیدواروں کی کامیابی کے لئے خوب کاوشیں کی۔ ۲۰۱۳ء میں اپنے بیٹے اشفاق اللہ خان کو اور ۲۰۱۶ء کے بلدیاتی انتخابات میں اپنے دار العلوم کے ناظم و مدرس مولانا محمد ہارون حنفی جبکہ ۲۰۱۸ء میں اپنے معتمد خاص مولانا عطاء الحق درویش کو میدان میں اتارا۔ تاحیات مولانا فضل الرحمٰن کا ساتھ دیا، وفات سے پہلے بھی جمعیت کا رکنیت فارم پُر کیا۔ جمعیت علماء اسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، وفاق المدارس العربیہ پاکستان، ختم القرآن اور سیرت سمیت دیگر اصلاحی بیانات کے لئے ملک بھر میں بہترین خطیب و مقرر تھے۔

نقلی و عقلی علوم میں کامل مہارت کی وجہ سے جامع المنقول والمعقول۔ عرب و عجم میں تدریس کے اعزاز کی وجہ سے شیخ العرب والعجم۔ تفسیر و حدیث میں مہارت کی وجہ سے شیخ القرآن والحدیث۔ تصوف میں چاروں سلاسل میں اجازت اور بالخصوص سلسلۂ قادریہ کی خدمت کی وجہ سے پیر طریقت۔ دیوبند کی تمام تحریکوں جہاد افغانستان، جمعیت علماء اسلام، دعوت و تبلیغ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، وفاق المدارس العربیہ کی سرپرستی کی وجہ سے سرپرست اعلیٰ کا لقب حاصل کیا۔ فرقِ باطلہ مثلاً، قادیانیت، غیر مقلدیت اور بالخصوص علاقائی مماتیت کے خلاف خوب کام کیا۔ علمی مناظروں میں کامیابی اور اسی سلسلے میں ان کی شہرۂ آفاق عربی زبان میں لکھی گئی کتاب البصائر کی وجہ سے سلطان المناظرین کا لقب حاصل کیا۔ طالبان افغانستان کی سرپرستی اور اپنے دار العلوم کے علماء و طلبا سمیت عملی جہاد افغانستان میں حصہ لینے کی وجہ سے استاذ المجاہدین کا لقب حاصل کیا۔ تادم حیات ختم بخاری شریف اور تفسیرِ قرآن

حضرت ہی پڑھاتے رہے۔ علمی گہرائی کی وجہ سے ان کے سامنے بڑے بڑے اساطین علم تقریر سے معذرت کرتے، وہ معاشرے کے بہترین مصلح اور امن کے داعی کے طور پر پہچانے جاتے تھے۔ علم وعمل کی جامعیت اور عوامی ربط کے تسلسل کی وجہ سے مقبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ خواص وعوام کے ہاں ان کے قول کے حجت ہونے اور ان کی رائے کو حتمی ماننے کی وجہ سے حجت الاسلام تھے۔ سادگی، درویشی، عجز وانکساری، بے تکلفی اور پابند شریعت ہونے سے مشہور تھے۔ خلاف شریعت کام دیکھنا، ان کی برداشت میں تھا ہی نہیں۔

آپ کی نماز جنازہ کا اعلان ۲ بجے ہوا تھا، تاہم لوگوں کے کثرتِ ہجوم اور آمد کی بنا پر ۳ بجے ادا کیا گیا۔ جنازہ ان کے نواسے اور جانشین مولانا اسد اللہ مظہری نے پڑھایا۔ جنازے میں سینیٹر مولانا عطاء الرحمٰن، مولانا گل نصیب خان، مفتی شہاب الدین پوپلزئی، شیخ مغفور اللہ باباجی، دیر باباجی، مولانا حامد الحق، مفتی ندیم، مولانا شجاع الملک، مولانا عطاء الحق درویش، مولانا فضل علی حقانی، قاری اکرام الحق، سردار حسین بابک ودیگر حضرات سمیت لاکھوں فرزندانِ اسلام نے شرکت کی۔ جنازہ تاریخ ساز اور پُر امن اور اتنا منظم تھا کہ امام احمد بن حنبلؒ کے جنازے کی یاد دلا رہا تھا۔ حضرتؒ کو وصیت کے مطابق اپنے اکابرین جد امجد پیر طریقت مولانا رحمت اللہ المعروف امام بابا اور والد محدث کبیر تلمیذ شیخ الہند مولانا عبدالحکیم اور چچا (استاذ علامہ شمس الحق افغانی) تلمیذ شیخ الہند مولانا محمد صدیق رحمہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ سپرد خاک کیا گیا۔

حضرت مولانا حمد اللہ صاحبؒ نے ۸۲ سال تک قرآن وحدیث کا درس دیا۔ جب آپ کو ہسپتال لے جایا گیا تو بار بار کہتے تھے کہ واپس چلتے ہیں، مشکوٰۃ شریف و بخاری شریف کے طلبا انتظار کر رہے ہوں گے۔ بیماری کے دوران جب باباجی بے ہوش ہوجاتے اور ساتھ کھڑے حضرات قرآن کریم پڑھنا شروع کردیتے تو باباجی کے ہونٹ بھی تلاوت کے ساتھ ہلنا شروع ہوجاتے۔ جنازہ کے لئے ۶۰ جریب تک کی زمین تیار کی گئی تھی، جس پر تقریباً ۷ لاکھ لوگ جمع ہوسکتے تھے، لیکن یہ زمین بہت کم پڑگئی اور لوگوں نے دور دراز تک گلی کوچوں اور گاڑیوں کے اوپر جنازہ پڑھا۔ مولانا کے ۷۰ فیصد طلبا افغانستان کے ہیں، لیکن بارڈر بند ہونے کی وجہ سے وہ آپ کی نماز جنازہ میں نہ آسکے۔ افغانستان کے ہر شہر میں باباجی کے لئے ختم قرآن کریم ہورہے ہیں۔ صوابی کی ماؤں، بہنوں نے اپنے بچوں کے ہاتھوں میں چائے والے تھرماس اور کپ تھمائے ہوئے تھے، جو گلی کوچوں میں دور دراز سے آنے والے مہمانوں کی چائے سے تواضع کرکے اپنی مہمان نوازی کی اعلیٰ روایات نبھا رہے تھے۔ باباجی کی سیاسی اور مدرسہ مظہر العلوم کی ذمہ داری حضرت مولانا اشفاق اللہ خان صاحب کو سونپی گئی اور مولانا اسد اللہ خان صاحب کو تدریسی جانشین مقرر کیا گیا ہے، جنہوں نے باباجی کی زندگی میں ان کی مسند پر بیٹھ کر درسِ قرآن کریم دیا تھا۔ آخر میں مولانا اشفاق اللہ خان صاحب کا تعزیت کرنے والوں کے نام پیغام:

محترم المقام جناب.................... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے خیرت سے ہوں گے۔ والد محترم حضرت شیخ القرآن والحدیث باباجیؒ کے جنازہ میں شرکت کرنے والے شیوخ القرآن والحدیث، مذہبی وسیاسی وسماجی قائدین، سرکاری حکام سمیت لاکھوں محبین ومتعلقین کا ہم شکریہ ادا کرتے ہیں، ساتھ ہی ان تمام مسلمانوں کا بھی جنہوں نے فون، میسج، سوشل میڈیا، پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر تعزیت کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ تمام کو اس کا اجر دے۔ آمین۔ والسلام: (مولانا) اشفاق اللہ خان ڈاگئی ابن حضرت ڈاگئی باباجیؒ، جانشین ومہتمم دارالعلوم مظہر العلوم، ڈاگئی صوابی

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت مولانا حمد اللہ جانؒ کی جملہ حسنات کو قبول فرمائیں، ان کے لواحقین، منتسبین، معتقدین اور تمام اعزہ واقربا کو صبر جمیل کی توفیق سے نوازیں۔ آمین۔ قارئین ہفت روزہ ختم نبوت سے حضرت کے ایصال ثواب کے لئے درخواست ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

اسلام ایک فلاحی دین!

ڈاکٹر سیّد حسنین احمد ندوی

اسلام ان مصنوعی مذاہب یا خیالی فلسفۂ حیات میں سے نہیں ہے جو سوشل ورک، سماجی خدمات اور دوسروں کے ساتھ تعاون و ہمدردی کے رویہ کو محض قابلِ توصیف اور لائق ستائش سمجھتے ہیں؛ بلکہ اسلام اپنی اصل کے اعتبار سے ہی ایک فلاحی دین ہے، اس کا خمیر ہی خلق خدا کی خدمت اور اس کی فلاح و بہبود سے اٹھا ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام اپنے ماننے والوں کو اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ وہ اپنی ہی نہیں؛ بلکہ دوسروں کی بھی فکر کریں، اور یہ فکر صرف مادی آسودگی تک محدود نہیں ہونی چاہیے؛ بلکہ روحانی تشنگی کا ازالہ بھی اس میں شامل ہو اور اس تصور خیر میں اس نے صرف فانی دنیا ہی نہیں؛ بلکہ لافانی آخرت کو بھی شامل رکھا ہے: اس لئے خود پیغمبر اسلام کا یہ حال تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری توانائی، تمام تر صلاحیتیں اور انتھک جدوجہد اس راستہ میں صرف ہوتی تھیں کہ کس طرح بچھڑی ہوئی مخلوق کو اس کے خالق سے ملادیں؛ تاکہ اس کا نصیب جہنم کے دہکتے شعلے نہیں؛ بلکہ جنت کے جانفزا جھونکے بن جائیں، اس سوچ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح حرز جاں بنایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی کے ہو کر رہ گئے، اور اپنے آپ کو بھی فراموش کر دیا، اسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے قرآن میں کہا گیا ہے:

’’فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰى آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا‘‘ (الکہف:۶)

ترجمہ: ’’اگر وہ ایمان نہ لائے تو کیا آپ ان کی خاطر اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالیں گے؟‘‘

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شب و روز اسی فکر و عمل میں بسر ہوتے کہ کس طرح خلق خدا کی خدمت کی جائے اور ان کے مسائل کو حل کیا جائے، اس میں امیر و غریب، بچے بوڑھے اور مرد و عورت کی کوئی تخصیص نہ تھی، اور نہ ہی ان کے درمیان کوئی تفریق برتی جاتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدمت کے معاملہ میں مکمل عالم انسانیت کو ایک خاندان کا درجہ دیا اس طرح کہ تمام انسانوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیال اللہ قرار دیا اور ہر اس شخص کو لائق تکریم، جو اللہ کے عیال کی کسی بھی طرح خدمت کرتا ہے چنانچہ فرمایا:

’’الخلق كلهم عيال الله وأحب خلقه اليه انفعهم لعياله‘‘ (مجمع الزوائد:۱۳۷۰۷)

ترجمہ: ’’ساری مخلوق اللہ کی عیال ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ وہ ہے جو اس کے عیال کے لئے فائدہ مند ہو۔‘‘

فارس کے عظیم جنرل رستم نے جب اسلام اور ان کے آنے کے مقصد سے متعلق سوال کیا تو ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ نے اس حقیقت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

’’جئنا لنخرج العباد من عبادة العباد الیٰ عبادة رب العباد ومن ضيق الدنيا إلىٰ سعة الآخرة ومن جور الأديان إلىٰ عدالة الاسلام‘‘ (البداية والنهاية: ۷)

ترجمہ: ’’ہم اس لئے آئے ہیں کہ انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر اس کے رب کی بندگی تک پہنچا دیں، دنیا کی تنگی کے مقابلہ میں آخرت کی وسعت سے آشنا کریں اور مذاہب کے ظلم کے مقابلہ میں اسلام کے عدل سے روشناس کریں۔‘‘

اسلام نے انسان کی عظمت و بڑائی کے لئے معیار اس چیز کو بتایا ہے کہ ان سے لوگوں کو کس قدر فائدہ پہنچ رہا ہے، لہٰذا جو دوسروں کے لئے جتنا نافع ہوگا وہ اتنا ہی بہتر تصور کیا جائے گا۔

’’خَيْرُ النَّاسِ اَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ‘‘ (مسند الشہاب: ۱۲۹) اسلام کا اصل مشن ہی چونکہ خدمت خلق ہے، اس لئے اس نے خادم و مخدوم کے روایتی تصور کو بالکل ہی بدل دیا، اس نے قائد، لیڈر، سردار اور ذمہ دار کو مخدوم کی بجائے خادم بنادیا؛ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: ’’سید القوم خادمھم۔‘‘ (جامع المسانید والمراسیل: ۱۳۱۰۳) قوم کا سردار تو قوم کا خادم ہوتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تعلیم صرف قولی ہی نہیں؛ بلکہ عملی بھی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدمت خلق کی صرف دعوت ہی نہیں دی؛ بلکہ اس کا عملی نمونہ بھی پیش کیا، حضرت خبابؓ ایک جنگی مہم پر مدینہ سے باہر گئے ہوئے تھے ان کے گھر پر کوئی مرد نہیں تھا، اور عورتیں دودھ دوہنا نہیں جانتی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ ان کے گھر جا کر دودھ دوہ دیا کرتے تھے، اسی طرح ایک مرتبہ ایک پاگل لڑکی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مدینہ کی کسی بھی گلی میں بیٹھو میں تمہاری مدد ضرور کروں گا، خدمت خلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتیازی وصف تھا، اس کی جھلک صرف بیرونِ خانہ ہی نہیں؛ بلکہ درونِ خانہ بھی دیکھی جاسکتی ہے، حضرت اسود رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر میں کیا معمول تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر والوں کی خدمت میں رہا کرتے تھے، نماز کا وقت آتا تو نماز کے لئے چلے جاتے تھے۔

خدمت خلق کا معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کتنا اہم تھا اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو عبادات کے ساتھ خدمت خلق کی باضابطہ تلقین فرمایا کرتے تھے اور یہ چاہتے تھے کہ آپ کے ساتھی دوسروں کے لئے سراپا خیر اور بھلائی کا سرچشمہ بن جائیں؛ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر جب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو انہوں نے صورت حال معلوم کرنے کے لئے اپنے بھائی کو مکہ بھیجا، مکہ سے واپسی پر انہوں نے ابوذر غفاریؓ کو یہ تفصیل بتائی: رایتہ یامر بمکارم الأخلاق میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اعلیٰ اخلاق کا حکم دیتے ہیں، حضرت عبداللہ بن سلام بیان کرتے ہیں کہ وہ پہلا ارشاد جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا وہ یہ تھا: ’’سلام کو عام کرو، کھانا کھلایا کرو اور صلہ رحمی کیا کرو‘‘۔ ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسکین کو کھانا کھلانا اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے۔‘‘ (کنز العمال) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تعلیمات اور اس نہج پر اپنے ساتھیوں کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ حضرات صحابہ کرام میں خدمت خلق کا جذبہ اس طرح رچ بس گیا کہ ان کی زندگیاں اس جذبہ سے معمور ہوگئیں اور یہ چیزیں اس طرح ان میں سما گئیں جیسے پھولوں میں خوشبو، چندا میں چاندنی اور شفق میں لالی، اس کا نتیجہ تھا کہ یہ حضراتؓ جہاں بھی رہے غریبوں کی دستگیری، مصیبت کے ماروں کی اعانت، مہمانوں کی ضیافت اور محتاجوں کی خدمت، آپؐ حضرات کا خاص مشغلہ رہا، یہی ان کا مشن تھا، انہوں نے زندگی اپنے لئے نہیں، بلکہ دوسروں کے لئے جیا، ضرورت مند ان کی تلاش میں نہیں نکلتے؛ بلکہ آپ حضرات ضرورت مندوں کی تلاش میں سرگرداں رہتے، اس کی مثالوں سے تاریخ وسیر کی کتابیں بھری پڑی ہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب آپؓ خلیفہ بنے تو مدینہ کی ایک بچی آپ کے پاس آئی اور افسردگی کے ساتھ کہنے لگی: اب آپ خلیفہ بن گئے ہیں ہماری بکریوں کا دودھ کون دوہے گا؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر کہا: میں پہلے کی طرح اب بھی یہ کام کروں گا، میری خلافت اس میں رکاوٹ نہیں بنے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے سینوں میں خدمت خلق کی جو شمع روشن کی تھی اس کی تابانی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی فرق نہیں پڑا اور خلیفہ ہونے پر بھی خدمت خلق کا مشن بدستور جاری رہا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ وہ اپنے آپ کو امیر المومنین نہیں، بلکہ اجیر المومنین یعنی مومنوں کا مزدور کہا کرتے تھے اور ہمیشہ ضرورت مندوں کی حاجت روائی میں لگے رہا کرتے تھے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی دولت رفاہ عام کے کاموں کے لئے تقریباً وقف تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی خدمت خلق کے جذبہ سے اس طرح سرشار تھے کہ آپؓ کے در سے کوئی سوالی خالی ہاتھ نہیں جاتا تھا، آپؓ کا معروف قول ہے کہ جنت اس شخص کی مشتاق رہتی ہے جو اپنے بھائی کی حاجت روائی میں مصروف رہتا ہے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض ہے کہ دنیا سماجی فلاح اور معاشرتی بہبود سے آشنا ہوئی، سوشل ویلفیئر "Social Welfair" کا چرچا عام ہوا اور فلاحی مملکت کے قیام کا راستہ ہموار ہوا، اسلام میں خدمت خلق پر اس قدر زور اس لئے دیا گیا ہے کہ یہ معاشرہ میں استحکام اور امن وامان کے قیام کو یقینی بناتا ہے، لہٰذا جو سماج یا ملک اس جذبہ سے جتنا محروم ہوگا وہاں اسی حساب سے جرائم کی زیادتی، معاشی عدم مساوات، قتل وغارت گری اور خودغرضی ونفس پرستی کا دور دورہ ہوگا۔

وہ چیزیں جو نت نئے مسائل کو جنم دیتی ہیں، ان میں جھوٹے اور مصنوعی دین ومذاہب

سرفہرست ہیں، جن کے پیشوا مذہب کے نام پر لوگوں کو اپنا غلام بناتے ہیں، یہ اپنے فائدے کے لئے نت نئی رسمیں ایجاد کرتے ہیں اور ان کے ذریعہ لوگوں کا استحصال کرتے ہیں، یہ لوگوں سے نہ صرف ان کے مال واسباب؛ بلکہ ان کی عزت و آبرو تک لوٹ لیتے ہیں اور یہ سب کچھ مذہب کے نام پر، انہوں نے اپنے کھوٹے مذاہب کو افیون کی شکل دے دی ہے کہ اس کے زیر اثر آنے والا اپنے دھرم گروؤں کے آگے بلا چوں چرا سر تسلیم خم کردیتا ہے، وہ صاحب علم ہو کر بھی نرے جاہل کی سی حرکت کرتا ہے اور عقل ودانائی رکھتے ہوئے بھی بے عقلی ونادانی کا مظاہرہ کرتا ہے، ان مصنوعی مذاہب نے لوگوں کو ذہنی وجسمانی طور پر اپنا غلام بنانے کے علاوہ ان کے درمیان نفرت وعداوت کی آگ بھڑکا رکھی ہے، انہوں نے انسانوں کو ٹکڑوں میں تقسیم کردیا ہے اور انہیں وہ ایک دوسرے سے متصادم رکھتے ہیں؛ تاکہ لوگ صحیح صورت حال کا ادراک نہ کرپائیں، ان دھوکہ باز مذہبی رہنماؤں کی غلامی کو اپنے لئے اعزاز وافتخار سمجھیں اور اسی میں مست رہیں، اس نے بھی لوگوں کے مسائل میں کوئی کم اضافہ نہیں کیا ہے؛ اس لئے کہ اس کی وجہ سے لوگ باہم متصادم رہتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ امن وچین سے محروم ہیں، ان کی توانائیاں اور صلاحیتیں منفی چیزوں میں ضائع ہوتی ہیں، اسلام کا عالم انسانیت پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے باطل خداؤں، دھوکہ باز آقاؤں سے انسان کو نجات دلوایا اور حقیقی خالق تک ان کی رہنمائی کی، جہاں سب برابر ہیں، رنگ ونسل اور زبان و علاقہ کی بنیاد پر کوئی تفریق نہیں ہے، سب ہی اللہ کے بندے ہیں اور سب ہی برابر ہیں۔

معاشرہ میں عام طور پر زندگی گزارنے کے لئے لوگوں کو جن چیزوں کی شدید ضرورت پڑتی ہے وہ گنتی کی چند چیزیں ہیں جن میں قابل ذکر یہ ہیں: کھانا، کپڑا اور مکان۔

انسان کی ضرورتوں اور حاجتوں میں کھانے کا حصول سب سے اہم ہے، غریبوں، مسکینوں، مسافروں یہاں تک کہ طالب علموں کے لئے بھی کھانے کا حصول ایک بڑا مسئلہ ہے، اسلام نے انسان کی اس اہم اور بنیادی ضرورت کی مختلف طرح سے تکمیل کی ہے، سب سے پہلے تو اس نے ہر صاحب حیثیت اور مالدار کو اس بات پر ابھارا اور مختلف طرح سے اس کی ترغیب دی کہ وہ بھوکوں کو کھانا کھلائیں اور اس عمل پر زبردست اجر وثواب کا وعدہ کیا: "فَكُلُوا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ" (الحج:۲۸) "خود بھی کھائیں اور تنگ دست محتاج کو بھی کھلائیں۔"

"وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّه مِسْكِينًا وَّيَتِيمًا وَّاَسِيرًا" (الدھر:۸) "وہ اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔"

یہ اجر وثواب کا وعدہ ان لوگوں کے لئے ہے جو اس پر قادر ہوں اور جو لوگ اس پر قدرت نہیں رکھتے ہوں تو ان کے لئے یہ حکم ہے کہ دوسروں کو اس کی ترغیب دیں اور اس کام کے لئے انہیں آمادہ کریں، اس صورت میں وہ بھی اس کار خیر میں برابر شریک ہوں گے اور انہیں بھی اس پر اجر ملے گا؛ لیکن اس عمل کو ترک کردینے کی صورت میں وہ عذاب کے مستحق ہوں گے، یہ اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے مالداروں کے اموال میں فقراء اور مساکین کا حصہ رکھا ہے، اگر وہ اس کی ادائیگی نہیں کریں گے اور غرباء بھوکے و ننگے زندگی گزارنے پر مجبور ہو جائیں گے تو اللہ کی جانب سے اس پر ان کا سخت محاسبہ ہوگا:

"ان اللہ فرض للفقراء من اموال الاغنیاء قدر مایسعهم وان منعوا هم حتی یجوعوا او یعروا حاسبهم اللہ حسابا شدیدا" (تاریخ بغداد:۸۷۳)

خالق کائنات کی عظمت کا اعتراف اور خلق

خدا پر شفقت ورحمت یہ اسلام کا وہ بنیادی پیغام ہے جسے نظر انداز کرنے کی نہ صرف مذمت کی گئی ہے؛ بلکہ اس کے لئے سخت عذاب کی وارننگ بھی دی گئی ہے۔

"اَرَاَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ ○ فَذٰلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ ○ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِينِ" (الماعون:۱-۳)

ترجمہ: "تم نے دیکھا اس شخص کو جو آخرت کی جزا وسزا کو جھٹلاتا ہے، وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔"

"وَلَا تَحَاضُّونَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِينِ" (فجر:۱۸)

ترجمہ: "اور مسکینوں کو کھانا کھلانے پر ایک دوسرے کو نہیں اُکساتے۔"

انسان کی اہم اور بنیادی ضرورتوں میں کھانے کے بعد لباس کا نام آتا ہے، جس کی فراہمی کے لئے اسلام میں مختلف طریقے اختیار کئے گئے ہیں اور کھانے کے ساتھ ساتھ لباس کا باضابطہ ذکر کیا گیا ہے:

"وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيَامًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا" (النساء:۵)

ترجمہ: "وہ مال جسے اللہ نے تمہارے لئے قیام حیات کا ذریعہ بنایا ہے نادان لوگوں کے سپرد نہ کرو؛ البتہ انہیں کھانے اور پہننے کی لئے دو۔"

"فَكَفَّارَتُهُ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ۔" (المائدہ:۸۹)

ترجمہ: "قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلاؤ جو اپنے گھر میں کھانا کھلاتے ہو یا انہیں کپڑا پہناؤ۔"

کھانے اور کپڑے کا معاملہ چونکہ کافی اہم ہے؛ اس لئے اسلام نے اس پر خاص طور پر زور دیا ہے؛ تاکہ محروم افراد کے لئے ضروریات کی تکمیل کے لئے کوئی نہ کوئی شکل نکل جائے اور معاشرہ میں کوئی بھوکا ننگا نہ رہے، اس عام تعلیمات کے علاوہ اسلام نے سماج کے ایسے طبقوں کی جانب خاص طور پر توجہ دلائی ہے جو کسی طور پر اپنی بنیادی ضرورتوں کی تکمیل میں دشواری محسوس کرتے ہوں یا اس سے محروم ہوں، ان طبقوں میں اہم درج ذیل ہیں:

یتیم: اسلام نے کھانا کھلانے کی جہاں بھی ترغیب دی ہے اس میں یتیم کا خاص طور پر ذکر کیا ہے، اسے ایک بڑا کار خیر قرار دیا گیا ہے اور اس پر زبردست اجر وثواب کا وعدہ کیا ہے، اس کے علاوہ ان کے تحفظ، بہتر نشو ونما، اچھی تعلیم وتربیت اور ان پر خصوصی شفقت کا حکم دیا ہے؛ تاکہ باغ انسانیت کے یہ پھول مرجھانے نہ پائیں، اگر وہ ایک مالی سے محروم ہوتے ہیں تو اس کی جگہ سینکڑوں مالی حرکت میں آئیں، اور اس طرح سے دیکھ بھال کریں کہ اس کی خوشبو ساری امت کے مشام جاں کو معطر کردے، تقریباً بائیس آیتیں قرآن میں ایسی ہیں جن میں یتیم سے متعلق خصوصی تعلیمات دی گئی ہیں۔

اس کے علاوہ کمزور ومعذور، بیوہ، پڑوسی، مسافر اور ایسے مقروض جو اپنے قرض کی ادائیگی سے معذور ہوں، قوم ان کی حاجت روائی اور خدمت کے لئے ہمیشہ کمربستہ رہے، اور انہیں کبھی بھی بے یار ومددگار نہ چھوڑے، تعاون اور خدمت کے سلسلہ میں ہر شخص کے لئے یہ عمومی حکم موجود ہے کہ وہ اپنے عزیز واقارب سے ہر طرح سے تعاون کرتے رہیں، رشتہ داروں میں سب سے سرفہرست والدین ہیں، اسی طرح اسلامی معاشرہ کا تانابانا اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ اگر اسے مسلم معاشرہ میں ٹھیک طور پر برتا جائے تو وہاں کوئی بھوکا پیاسا یا بغیر پرسان حال نہیں ہوگا، ہر ایک کی خبر گیری کی جانی یقینی ہے؛ لیکن اگر اتفاق سے کوئی بدنصیب ایسا ہو کہ اس تک مدد کا کوئی ہاتھ نہ پہنچ پائے تو یہ اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ حرکت میں آئے اور اس کی دادرسی کرے،

خدمت خلق کا یہ اسلامی درس صرف مسلمانوں تک ہی محدود نہیں؛ بلکہ اس میں غیر مسلم بھی شامل ہیں؛ اس لئے کہ وہ بھی اللہ کی ہی مخلوق ہیں، چاہے وہ اس کا اعتراف کریں یا نہ کریں؛ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"الخلق عيال كلهم عيال الله واحب خلقه اليه انفعهم لعياله۔"

(طبرانی)

یہ ایک حقیقت ہے کہ عہد حاضر میں سماجی خدمات کی جانب کافی توجہ دی گئی ہے، اس کے لئے سوشیالوجی کے نام سے مستقل مضمون اسکول کالج میں متعارف کرایا گیا ہے، اور اس میں پی ایچ، ڈی کی سطح تک تعلیم دی جاتی ہے، اس کام کے لئے دنیا میں ہر جگہ ہزاروں این جی اوز قائم ہیں، جنہوں نے سماجی خدمات کو ہی اپنا مشن بنایا ہوا ہے، عام طور پر یہ تاثر دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ یہ خالص مغربی دریافت ہے؛ چنانچہ اس سلسلہ میں ان کی جانب سے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اس کار خیر کا آغاز برطانیہ کے بادشاہ ہنری Henry کے اس حکم سے ہوا جو اس نے ۱۳۵۱ء میں غرباء کی جانچ پڑتال اور ان کی مدد سے متعلق دیا تھا؛ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ اس سے صدیوں پہلے کسی شخصی امر کے ذریعہ نہیں بلکہ اس دین کے ذریعہ ہوا ہے جسے اللہ کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے، اس میں خدمت خلق کوئی اضافی یا اخلاقی امر نہیں؛ بلکہ اس کے لئے وہ روح کا درجہ رکھتی ہے؛ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس دین کو قیامت تک کے لئے چن لیا ہے؛ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا اصول ہے کہ وہ نفع بخش چیزوں کو ہی قرار ودوام عطا کرتا ہے، خواہ وہ کوئی بھی ہو اور کچھ بھی ہو کہ: "وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ۔" (الرعد:۱۷) "لوگوں کو جو چیزیں فائدہ پہنچاتی ہیں ان کو ہی زمین پر قرار عطا ہوتا ہے۔"

آج مغرب کو ان کی سرکشی اور ضلالت و

(باقی صفحہ۱۹ پر)

امیر المومنین سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

فضائل و مناقب

مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی

یوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب ستاروں کی طرح ہیں۔ ایک ایک صحابی امت کے لئے روشنی کا مینار ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے بارے میں فرمایا:

”اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم۔“ (صحیح مسلم)

ترجمہ: ”میرے صحابہؓ آسمان ہدایت کے ستارے ہیں، ان میں سے جس کی بھی تم اقتدا کروگے ہدایت پاؤگے۔“

اسی طرح حق تعالیٰ شانہ نے قرآن مجید میں اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو اپنی رضا و رضوان کا پروانہ مرحمت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”رضی اللّٰہ عنهم ورضوا عنه“

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا اور وہ ان سے راضی ہوگئے۔“

گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ قدسیوں کی ایک ایسی جماعت ہیں جن کو حق تعالیٰ شانہ نے اس دنیا ہی میں آخرت کی کامیابی وکامرانی کا مژدہ سنایا۔

جب ایک عام صحابی کی یہ شان ہے تو صحابہؓ کے سرخیل حضرت ابوبکر صدیقؓ کی عظمت ورفعت کا تصور کیجئے، جن کو تمام صحابہ کرامؓ میں مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ فضیلت کے اعتبار سے صدیقؓ فضائل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عکس تھے۔ سیرت کے اعتبار سے شمائل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقش تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے کیا خوب کہا ہے:

”جیسے ربوبیت اور نبوت کی حدیں ساتھ ساتھ چلتی ہیں، اسی طرح نبوت اور صدیقیت کی حدیں بھی ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔“

صدیق رضی اللہ عنہ جانشین مصطفیٰ ہیں، آپؓ افضل البشر بعد الانبیاء ہیں، یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد مخلوق خدا میں سب سے افضل ترین انسان ہیں۔

حضرت صدیقؓ کا سلسلہ نسب:

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اصل نام عبداللہ، والد کا نام ابوقحافہؓ ہے، سلسلہ نسب: عبداللہ ابن ابو قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ جو ساتویں پشت میں جاکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب سے مل جاتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے والدؓ نے طویل عمر پائی، دونوں آنکھوں سے معذور تھے تقریباً ۱۰۰ سال کی عمر میں اپنے بیٹے حضرت ابوبکرؓ کے دور خلافت میں انتقال فرمایا۔ فتح مکہ کے بعد آپؓ اپنے والد ماجد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بڑی حسرت کے ساتھ لائے تاکہ ان کو بھی ایمان کی دولت نصیب ہوجائے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے والد ماجد کے سینہ پر ہاتھ پھیرا، نبوت کا ہاتھ لگنے کی دیر تھی کہ آپ نے کلمہ شہادت پڑھا اور ایمان کی دولت سے سرفراز ہوگئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی والدہ ماجدہ اس وقت ایمان لے آئی تھیں جب ۳۹ خوش قسمت لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے ایمان کی نعمت سے مالا مال ہوئے تھے۔

حضرت صدیق اکبرؓ کا قبول اسلام:

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس سال کی عمر میں منصب نبوت پر فائز ہونے کا اعلان فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ تجارت کی غرض سے ملک شام گئے ہوئے تھے۔ آپؓ نے ایک روز خواب دیکھا کہ آسمان سے نور نکلا اور آپ کی جھولی میں جمع ہوگیا۔ آپؓ واپس لوٹے تو مکہ مکرمہ میں آپؐ کی نبوت کا چرچا تھا۔ آپ شروع ہی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اچھے دوست اور ساتھی تھے، چنانچہ آپؓ نے فوری طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر اسلام قبول فرمالیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ وہ خوش قسمت ہستی ہیں جنہوں نے مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

گرامی ہے کہ: ’’میں نے جس کو بھی دعوتِ اسلام دی، اس نے سوچنے کے لئے مہلت مانگی، حضرت ابوبکرؓ وہ واحد شخص ہیں جنہوں نے میری آواز پر لبیک کہا، نہ مہلت مانگی اور نہ ہی سوچ میں پڑے۔‘‘

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ مکہ سے باہر تھے، مشرکین مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانے کے لئے طنز کرنے شروع کر دیئے، حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص دعویٰ کرے کہ وہ راتوں رات بیت المقدس سے لے کر ساتویں آسمان تک ہو کر آ گیا ہے، تو تم یقین کر لوگے؟

آپؓ نے فرمایا: بالکل نہیں! لوگوں نے کہا کہ: اگر تمہارے دوست محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ دعویٰ کریں تو کیا تم مان لوگے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سنا تو فرمایا کہ: اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تو اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ: ’’وہ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں‘‘ چنانچہ واقعہ معراج کی سب سے پہلے تصدیق کرنے والے بھی آپؓ ہی ہیں، اسی لئے آپ کو صدیق کا لقب دیا گیا۔

منکرین ختم نبوت کے خلاف جہاد:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپؓ کو خلیفہ منتخب کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے ساتھ ہی مسلمانوں کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

دین اسلام کے خلاف ہر طرف سے سازشیں ہونے لگیں اور مختلف قسم کے فتنے جنم لینے لگے، کہیں منکرین زکوٰۃ کا فتنہ اور کہیں منکرین ختم نبوت کا فتنہ سر اٹھا رہا تھا، ان حالات میں صحابہ کرامؓ کی جماعت نے سیاسی صورت حال کا بغور جائزہ لیا اور ایک اہم اجلاس بلایا، جس میں حضرت ابوبکرؓ سے درخواست کی گئی کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ کی سربراہی میں شام کو بھیجا جانے والا لشکر روک لیا جائے، کیونکہ بے شمار فتنے سر اٹھا رہے ہیں اور مسلمانوں کے لئے یہ ایک بڑا نازک مرحلہ ہے۔ امیر المومنین حضرت ابوبکرؓ اپنے موقف پر ڈٹے رہے، حضرت عمر فاروقؓ اٹھے اور فرمایا: اے امیر المومنین! کیا آپ چاہتے ہیں کہ دشمن مدینہ پر حملہ کرے، ہمیں غلام بنائے، ہماری عورتوں کو بالوں سے گھسیٹ کر گھروں سے نکال لے؟ حضرت ابوبکرؓ نے کمال تحمل سے اپنے ساتھی کو جواب دیا: عمرؓ! مجھے سب کچھ گوارا ہے لیکن مجھے یہ گوارا نہیں کہ وہ لشکر اسلامی جس کے بھیجنے کے احکامات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیئے ہوں، وہ میں منسوخ کر دوں۔ صحابہ کرامؓ نے یہ بات سنی تو عرض کیا کہ اچھا لشکر بھیج دیں لیکن اس میں تھوڑی سی ترمیم کر لیں کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ کم عمر ہیں ان کی بجائے کسی تجربہ کار سپہ سالار کو اس لشکر کا امیر بنا دیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ: میں یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سپہ سالار نامزد کیا ہو، میں اس کو ہٹا دوں۔ صحابہ کرامؓ حضرت ابوبکرؓ کی ایمان افروز بصیرت پر حیران رہ گئے۔

منکرین زکوٰۃ کا فتنہ:

ایک موقع پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ: ’’کاش! میری پوری زندگی کے نیک اعمال ان کی ایک رات اور ایک دن کے برابر ہو جاتے۔‘‘

رات تو وہ جو غار ثور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے ہوئے گزری کہ پوری رات سانپ کے ڈسنے کی تکلیف تو برداشت کی، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راحت وآرام کا اہتمام کیا اور دن وہ تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا بعض عرب قبائل مرتد ہو گئے تھے اور انہوں نے کہا کہ ہم زکوٰۃ ادا نہیں کریں گے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس موقع پر فرمایا: ’’لو منعونی عقالاً لجاھدتھم علیه‘‘... اگر یہ لوگ ایک رسی مجھے دینے سے انکار کریں گے تو یقیناً میں ان سے جہاد کروں گا....

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: امیر المومنین! خیر سگالی اور نرمی کا معاملہ کریں، حالات بہت نازک ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے بڑے تیکھے لہجے میں مجھے جواب دیا: ’’اے عمرؓ! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں تو آپ بڑے غیور اور بہادر، قوی اور غصہ ور تھے؟ اب زمانہ اسلام میں بزدل اور پست ہمت ہو گئے؟ اس حقیقت کو نہ بھولو کہ وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے اور دین کامل ہو چکا ہے، ایسی صورت میں دین ناقص وکمزور ہو جائے، میں اپنی زندگی میں ہرگز نہیں ہونے دوں گا۔‘‘ (رزینؒ)

فضائل ومناقب:

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے ایک دن فرمایا:

’’انت صاحبی فی الغار و صاحبی علی الحوض.‘‘ (ترمذی)

ترجمہ: ’’آپؓ غار ثور میں میرے ساتھی ہیں اسی طرح حوض کوثر میں بھی میرے

ساتھی ہوں گے۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن حضرت ابوبکرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے ان سے فرمایا:

"انت عتيق اللّٰه من النار فيومئذ سمي عتيقا۔" (ترمذی)

ترجمہ: "تم دوزخ کی آگ سے اللہ کے آزاد کردہ ہو اسی دن سے ان کا نام عتیق پڑ گیا۔"

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ان لوگوں کا سب سے پہلا شخص ہوں گا جن کو زمین سے اٹھایا جائے گا (قیامت کے دن جن کو قبروں سے اٹھایا جائے گا) پھر میرے بعد ابوبکرؓ پھر ان کے بعد عمرؓ (اپنی قبروں سے اٹھیں گے) پھر میں جنت البقیع کے مدفون کے پاس آؤں گا، ان کو قبروں سے اٹھا کر میرے ساتھ جمع کیا جائے گا۔

"ثم انتظر اهل مكة حتى احشرو بين الحرمين۔" (ترمذی)... پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا یہاں تک کہ مجھے حرمین کے درمیان حشر میں پہنچایا جائے گا....

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیلؑ آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت جنت میں داخل ہوگی۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یا رسول اللہ! میری تمنا ہے کہ کاش میں بھی آپؐ کے ساتھ ہوتا اور جنت کا دروازہ دیکھتا، تو حضورؐ نے فرمایا:

"اما انك يا ابوبكر اوّل من يدخل الجنة من امتي" (ابوداؤد)... اے ابوبکر! خوب سن لیجئے جنت کے دروازہ میں سے میری امت میں سب سے پہلے جو جنت میں داخل ہوگا وہ آپؐ ہوں گے...

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا کوئی شخص نہیں جس نے ہم پر احسان کیا ہو، ہماری امداد کی ہو اور ہم نے اس کا بدلہ نہ دیا ہو، علاوہ (ابوبکر کے) یہ حقیقت ہے کہ ابوبکرؓ نے ہمارے ساتھ عطا و امداد کا جو عظیم سلوک کیا ہے، اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عطا کرے گا، کسی شخص کے مال نے مجھے اتنا فائدہ نہیں پہنچایا جتنا کہ ابوبکرؓ کے مال نے پہنچایا۔ پھر فرمایا:

"اگر میں کسی کو اپنا خلیل (گہرا دوست) بناتا تو یقیناً ابوبکرؓ کو اپنا خلیل بناتا۔ مگر یاد رکھو تمہارے ساتھی (رسول اللہ) اللہ کے خلیل ہیں۔" (ترمذی)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تین خواہشیں:

حضرت ابوبکرؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غایت درجہ کی محبت و عقیدت تھی۔ آپؓ نے اپنی بلکہ پورے گھرانے کے مال و جان کی قربانی پیش کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میری تین خواہش ہیں:

۱:... مال صدیق کا ہو اور تقسیم کرنے والے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔

۲:... بیٹی صدیق کی ہو اور خادمہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو۔

۳:... نگاہ صدیق کی ہو اور چہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو۔

غزوۂ تبوک کے موقع پر اپنے گھر کا سارا مال اور اثاثہ لا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں پیش کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ابوبکرؓ! گھر کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ آپؓ نے جواب دیا: خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام چھوڑ آیا ہوں، باقی سب کچھ لے آیا ہوں۔

پروانے کو شمع اور بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسول بس

حضرت ابوبکرؓ کا بے مثال اعزاز:

حضرت ابوبکر صدیقؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح جانشین اور صحبت رسالت سے مکمل فیضیافتہ تھے۔ وفات کا وقت قریب آیا تو اپنی بیٹی سے فرمایا: "مجھے انہی کپڑوں میں دفن کرنا، حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ میں نیا کفن خرید سکتی ہوں؟ فرمایا کہ نہیں! وہ مدینہ کے کسی یتیم کے کام آ جائے گا، میرے انہی تین کپڑوں کو دھو کر ان میں دفن کرنا جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔"

دوسری وصیت یہ کی کہ میرا جنازہ تیار کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کے باہر رکھ دیا جائے پھر اجازت طلب کی جائے، اگر اجازت مل جائے تو مجھے آپؐ کے پہلو مبارک میں دفن کیا جائے، چنانچہ اجازت طلب کی گئی آواز آئی: میرے رفیق کو اندر آنے دو، یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا عظیم اعزاز ہے کہ آپؓ قیامت تک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محو استراحت رہیں گے اور کل قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھیں گے، کسی بزرگ نے کیا خوب کہا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ وہ خوش قسمت ہستی ہیں کہ روضۂ اقدس میں بھی آپؓ کا چہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

(باقی صفحہ ۲۰ پر)

مُحَمَّدِیْم صلی اللہ علیہ وسلم

عبرانی بائبل کے عہد نامہ قدیم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ایک بشارت

تحقیق وتبصرہ: حضرت مولانا بشیر احمد حسینی، شورکوٹ (آخری قسط) مرسلہ: خالد محمود، سابق یوئیل کندان

مسیحی علماء کی رائے کے معیار کے مطابق عدل و انصاف کی رائے سے یہ حقیقت خوب چمک اور یہ صداقت خوب دمک اٹھی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب واحترام کے پیش نظر عبرانی میں جس لفظ ''مُحَمَّدِیْم'' کو جمع کی صورت میں ارشاد فرمایا ہے۔ دراصل وہ لفظ: ''محمدؐ'' عربی اور واحد ہے یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص اسم مبارک اور یہ اسم گرامی ''اسم معرفہ'' ظاہر ہوتا ہے۔ پس اس بشارت کے مصداق حضرت محمد ﷺ ہی ہیں۔

نکتہ لطیف:

''اِلُوھِیم'' اور ''مُحَمَّدِیْم'' میں ایک عجیب وغریب نکتہ پایا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح ''اللہ تبارک وتعالیٰ'' الوہیت وربوبیت کی حیثیت سے تمام مخلوقات سے اکبر، افضل، اعلیٰ اور ارفع ہے۔ بالکل اسی طرح حق سبحانہ کے بعد حضرت ''محمد رسول اللہ'' صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہونے کی حیثیت سے تمام مخلوقات میں سے اکبر، افضل، اعلیٰ اور ارفع ہیں جس طرح فریقین کا پہلی بات پر اتفاق ہے۔ دعا ہے کہ اسی طرح دوسری بات پر بھی اتفاق ہوجائے۔ آمین ثم آمین۔

بشارت کے عبرانی الفاظ کے دو ترجمے:

عبرانی بشارت کے الفاظ کے دو ترجمے سامنے آتے ہیں۔

پہلا ترجمہ: مسیحی مترجمین کا جو اردو بائبل میں یوں موجود ہے:

''اس کا منہ ازبس شیریں ہے، ہاں وہ
سراپا عشق انگیز ہے۔
اے یروشلیم کی بیٹیو!
یہ ہے میرا محبوب، یہ ہے میرا پیارا۔''

ہم اپنے نظریہ کے مطابق عبرانی بشارت کے اس ترجمہ کو نقل کرتے ہیں اور اس ترجمہ کو اسی ترتیب سے لکھیں گے جو ترتیب عبرانی، فارسی، اردو اور انگریزی نسخہ جات میں موجود ہے:

''اس کا منہ ازبس شیریں ہے، ہاں وہ
سراپا ''محمدؐ'' ہے۔
یہ (مـحـمـدؐ) ہے میرا محبوب، یہ
(محمدؐ) ہے میرا پیارا۔
اے یروشلیم کی بیٹیو!''

دوسرا ترجمہ: مسلمان مترجمین کا اردو وہ یہ ہے:

''اس کا منہ ازبس شیریں ہے، وہ تو
ٹھیک محمد ہے۔
یہ (مـحـمـدؐ) میرا محبوب ہے اور یہ
(محمدؐ) میرا پیارا ہے۔
اے یروشلیم کی بیٹیو!''

اے یروشلیم کی بیٹیو! ان دونوں تراجم سے یہی حقیقت چمکتی اور یہی صداقت دمکتی ہے کہ یہ بشارت فقط اور صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت ہے۔

مشرق سے کون راست باز مبعوث ہوا؟

۱:... ''اے جزیرو! میرے حضور خاموش رہو اور امتیں ازسرنو زور حاصل کریں، وہ نزدیک آکر عرض کریں، آؤ ہم مل کر عدالت کے لئے نزدیک ہوں۔

۲:... (۱) کس نے مشرق سے اس کو برپا کیا، جس کو وہ صداقت سے اپنے قدموں میں بلاتا ہے؟ (۲) وہ قوموں کو اس کے حوالہ کرتا اور اُسے بادشاہوں پر مسلط کرتا ہے اور ان کو خاک کی مانند اس کی تلوار کے اور اڑتی ہوئی بھوسی کی مانند اس کی کمان کے حوالہ کرتا ہے۔

۳:... وہ اُن کا پیچھا کرتا اور اس راہ سے جس پر پیشتر قدم نہ رکھا تھا سلامت گزرتا ہے۔

۴:... یہ کس نے کیا اور ابتدائی پشتوں کو طلب کرکے انجام دیا؟ (۳) میں خداوند نے جو اول و آخر ہوں، وہ میں ہی ہوں۔''

(یسعیاہ، باب:۴۱، آیات:۱تا۴)

ہم نے اس بشارت کو تین نمبروں میں تقسیم کیا اور اب ترتیب واران نمبروں کی طرف توجہ دیتے ہیں:

۱:... اس مقام میں مترجمین بائبل نے اپنی الہامی کتاب کی یہ گرانقدر خدمت سرانجام دی کہ

اس جگہ سے لفظ ''راست باز'' کو اڑا دیا ہے۔ اس صداقت پر ہم دو گواہ پیش کرتے ہیں:

۱:۔۔ ''کس نے اس راست باز کو پورب کی طرف سے برپا کیا۔''

(نسخہ بائبل:۱۸۸۰ء)

۲:۔۔۔ ''کس نے صادق کو شرق سے برپا کیا۔''

(نسخہ بائبل رومن کیتھولک،روما۱۹۵۸ء)

رومن کیتھولک کی بائبل میں لفظ ''صادق'' موجود ہے اور یہ بائبل فرقہ پروٹسٹنٹ سے بہت پہلے کی ہے، کیونکہ لوتھر صاحب نے فرقہ پروٹسٹنٹ کی بنیاد ۱۵۱۷ء میں رکھی تھی۔ نتیجہ یہ کہ اس فرقہ کی بائبل، رومن کیتھولک کی بائبل سے کئی صدیاں بعد کی ہے۔ (تواریخ کلیسیائے رومۃ الکبریٰ، ص:۳، پادری خورشید عالم صاحب)

یاد رہے کہ الفاظ ''راست باز اور صادق'' مترادف ہیں۔ چونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین مکہ ''صادق اور امین'' کے پیارے القابوں سے پکارتے تھے۔ اس لئے لفظ ''صادق'' آپؐ پر منطبق ہوتا اور آپؐ اس بشارت کے مصداق قرار پاتے تھے، مگر مترجمین بائبل کو یہ حقیقت سخت ناگوار تھی۔ لفظ ''صادق'' ان لوگوں کی آنکھوں میں خار دکھائی دیتا، دماغوں میں کھٹکتا اور دلوں میں چبھتا تھا۔ اس لئے اپنی الہامی کتاب کے ساتھ یہ مکروہ فعل اور ناروا سلوک کیا کہ لفظ ''صادق'' کو اس مقام سے خارج کر دیا۔ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

اگر ہم اس بشارت پر مزید کچھ بھی تحریر نہ کریں تو بھی ہم اپنے نظریہ میں صداقت پر ہیں، کیونکہ اگر یہ مقام مسیحی علماء کے حق میں ہوتا تو یقیناً یہ لوگ اس لفظ کو اس بشارت سے ختم نہ کرتے۔ ان لوگوں کا اس لفظ کو اس مقام سے خارج اور ختم کر دینا اس بات کی پرزور شہادت دیتا ہے کہ یہ مقام ان کے حق میں نہیں بلکہ یہ مقام اہلِ اسلام کے حق میں ہے۔ مگر ہم پھر بھی کچھ اور تحریر کرتے ہیں۔

اسی مقام میں لفظ ''مشرق'' بھی موجود ہے۔ اس لفظ کی بات ہم اپنی طرف سے کچھ بھی تحریر نہیں کرتے، بلکہ پادری سلطان صاحب پالؔ کی تحقیق اُن کی کتاب سے نقل کر دیتے ہیں، جس سے حقیقت خوب جگمگا اٹھے گی، چنانچہ موصوف لکھتے ہیں:

''مجوسیوں کو یہ کہنا کہ کیونکہ پورب میں اس کا ستارہ دیکھ کر ہم اُسے سجدہ کرنے آئے ہیں۔ صاف ظاہر کرتا ہے کہ وہ عرب سے آئے تھے، کیونکہ عربستان ہی فلسطین کے پورب یعنی مشرق میں واقع ہے، چنانچہ کتب مقدسہ میں عربوں کا دوسرا نام بنی شرق ہے۔ یعنی پورب کے بیٹے۔''

(عربستان میں مسیحیت، ص:۳۲،۳۳)

مسیحی عالم کے مندرجہ بالا الفاظ سے مطلع صاف، بے غبار اور اس حقیقت کا برملا اظہار ہو گیا کہ ''مشرق سے مراد عرب'' ہے اور یہ بات مشہور و معروف اور شہرۂ آفاق ہے اور مسیحی علماء بھی اس بات کے معترف ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عربی اور سرزمین عرب کے رہنے والے ہیں۔

پس ان دونوں (۱:۔۔۔ صادق اور ۲:۔۔۔ عرب) علامات سے یہ حقیقت خوب چمک اور دمک اٹھی کہ زیر بحث بشارت کے مصداق پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

۲:۔۔۔ قومیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مطیع و فرمانبردار بنیں اور آپ کو حکمرانوں اور بادشاہوں پر تسلط بھی حاصل تھا، چونکہ بشارت کی یہ علامت بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتی ہے، لہٰذا آپؐ ہی اس بشارت کے مصداق ہیں۔

۳:۔۔۔ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا قوموں کو مطیع و فرمانبردار بنانا اور بادشاہوں پر تسلط حاصل کرنا یہ عظیم اور لاثانی انقلاب ہے۔ اس روحانی انقلاب کی بابت بعض لوگوں نے یہ اعتراضات کرنے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو: جنت کے لالچ سے، دوزخ کے ڈر سے، تلوار کے زور سے اکٹھا کر کے یہ انقلاب رونما کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان اعتراضات کا یہ جواب دیا کہ:

''میں خداوند نے جو اول و آخر ہوں وہ میں ہی ہوں۔''

چونکہ یہ انقلاب اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس لئے سچ اور حق ہے، نتیجہ یہ کہ اس بشارت کے مصداق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں، لہٰذا نسلِ انسانی کو آپؐ کی صداقت پر ضرور ایمان و یقین لانا چاہئے۔

یاد رہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اقوامِ عالم کے لئے تھی۔ (سورۂ سبا:۲۸)

چنانچہ پادری غلام مسیح صاحب بھی اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں:

''رسولِ عربی ہرگز کوئی معمولی ہستی نہ تھا بلکہ اقوام دہر کی اصلاح و درستی کے لئے اور ان کی تہذیب و شائستگی کی کایا پلٹ کرنے کے لئے خدا کے انتظام میں ایک منتخب شدہ وسیلہ تھا۔'' (کوائف العرب، ص:۷)

پس یہ بشارت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت ہے۔ (وما توفیقی الا باللّٰہ) ☆☆

پوری زندگی کو عبادت بنانے کا طریقہ

خطاب: حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب مدظلہم
ضبط و ترتیب: مولانا شفیق الرحمٰن، تخصص فی الافتاء سال دوم

۷ رصفر المظفر ۱۴۴۰ھ جمعہ کے روز جامع مسجد دارالعلوم کراچی میں حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے بڑی وضاحت کے ساتھ اس موضوع پر خطاب فرمایا کہ پوری زندگی کو عبادت بنانے کا کیا طریقہ ہے۔ سامعین کو اس سے بہت فائدہ ہوا۔ افادۂ مزید کے لئے یہ خطاب ہدیۂ قارئین کیا جارہا ہے۔

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا:

بزرگانِ محترم! اس وقت میں نے خطبے میں ایک آیت اور ایک حدیث شریف تلاوت کی ہے، آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا

"وَمَآ أُمِرُوٓا إِلَّا لِيَعْبُدُوا ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ" (البینۃ:۵)

کہ لوگوں کو صرف اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اور بندگی کریں، اور دین کو اللہ کے لئے خالص کرلیں اور جو حدیث شریف میں نے پڑھی اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے محبوب صحابی معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ فرمایا کہ: "اخلص دینک یکفیک العمل القلیل." (الحدیث) اے معاذ! تم اپنے دین کو خالص کرلو تو تمہارے لئے تھوڑا سا عمل بھی کافی ہوجائے گا۔

گزشتہ بیانات کا خلاصہ:

آپ حضرات کو شاید یاد ہو کہ دو تین جمعہ پہلے ہم نے بیان میں ایک آیت پڑھی تھی وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف عبادت کے لئے پیدا کیا ہے، اس وقت بھی ہم نے یہ بات عرض کی تھی کہ عبادت، جسے ہم عبادت سمجھتے ہیں وہ تو پورے دن کے اندر شاید دو یا تین گھنٹے ہوتی ہے، مثلاً دن میں پانچ وقت کی نماز پڑھ لی زکوۃ ادا کردی، رمضان کے روزے رکھ لئے، حج کرلیا، ذکر اللہ کرلیا، تلاوت کرلی، وغیرہ لیکن اگر آپ مجموعی طور سے دیکھیں تو چوبیس گھنٹوں میں سے صرف چار گھنٹے آدمی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے، باقی بیس گھنٹے دنیا کے کاموں میں مصروف رہتا ہے، لیکن اس وقت بھی میں نے یہ بات عرض کی تھی کہ اگر وہ چار گھنٹے آپ کی زندگی کا مقصود اور ہدف ہیں اور باقی بیس گھنٹے ان چار گھنٹوں کی تیاری اور آسانی کے لئے ہیں تو یہ بیس گھنٹے بھی عبادت کی تیاری میں داخل ہیں، کیونکہ اگر آدمی کو نماز پڑھنی ہے، روزہ رکھنا ہے، زکوۃ دینی ہے، حج کرنا ہے، تلاوت کرنی ہے، اللہ کے حقوق اور بندوں کے حقوق ادا کرنے ہیں تو ان سب عبادات کے لئے کچھ نہ کچھ تیاری کرنی پڑتی ہے۔ نیز یہ سب عبادات اسی وقت بجالاسکتا ہے جب صبح کو بھی کچھ کھائے، شام کو بھی کچھ کھائے، کیونکہ کھانا، پینا، لباس اور حاجاتِ زندگی یہ سب عبادات کے لئے ذرائع ہیں، وسیلہ ہیں۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ چوبیس گھنٹے ہم دنیا کے جو معاملات کرتے ہیں یہ ہماری زندگی کا مقصود نہیں ہیں، بلکہ محض ذرائع ہیں وجہ یہ ہے کہ جب ہم اس دنیا میں آئے تھے تو ان میں سے کوئی چیز ہمارے پاس نہیں تھی، جسم پہ کپڑے تک نہیں تھے اور جب ہم اس دنیا سے جائیں گے تو کوئی چیز ہمارے ساتھ نہیں جائے گی نہ کپڑے ہوں گے، نہ جائیداد ہوگی، نہ آپ کی کار ہوگی، نہ بینک بیلنس ہوگا، ہمارے ساتھ کوئی چیز نہیں جائے گی۔

ہماری زندگی کا مقصود عبادت ہے:

ہم دنیا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بھیجے گئے ہیں، اور عبادت ہی ہماری زندگی کا مقصود ہے اگر اس مقصود کو سامنے رکھا جائے اور پھر آدمی باقی دن بھر کی مصروفیات کرتا رہے، ملازمت بھی کرتا رہے، تجارت بھی کرتا رہے، زراعت بھی کرتا رہے اور یہ سب اس نیت سے کرے تاکہ مجھے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں آسانی ہو، بندوں کے حقوق ادا کرنے میں آسانی ہو تو چاہے اصل عبادت چار گھنٹے ہی کی کیوں نہ ہو لیکن جو باقی بیس گھنٹے ان چار گھنٹوں کی تیاری کے لئے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عبادت کی تیاری ہی میں شمار ہوں گے۔

آپ جب مسجد آتے ہیں تو کتنے قدم

اٹھاتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر قدم پر نیکی لکھی جاتی ہے اور جب آپ واپس جاتے ہیں مثلاً آپ جمعہ پڑھ کے واپس جارہے ہیں لیکن آپ کی نیت یہ ہے کہ میں عصر کی نماز میں دوبارہ آؤں گا تو یہ آپ کا جانا بھی عبادت ہے، پھر وہاں تھوڑی دیر کھانا کھانا اور اپنا کام کرنا بھی عبادت ہے، اس لئے کہ آپ کے ذہن میں یہ بات ہے کہ عصر کی اذان ہوگی تو مجھے وہاں پہنچنا ہے تو یہ جو بیچ کا وقفہ ہے یہ بھی عبادت میں شامل ہوجاتا ہے، ایک بات تو یہ ہے جو گزشتہ جمعوں میں عرض کی گئی تھی۔

آدمی اپنی ساری زندگی کو عبادت بنا سکتا ہے:

لیکن آج جو بات میں قرآن حکیم اور حدیث شریف کی روشنی میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آدمی اپنی ساری زندگی کو عبادت بنا سکتا ہے اور اس کا طریقہ بہت ہی آسان ہے کہ آدمی اپنے اندر اخلاص پیدا کرلے اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ جو کام کرے، وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرے۔ اسی کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ

"وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ" (البینہ:۵)

یعنی لوگوں کو صرف اور صرف اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ عبادت کو اللہ کے لئے خالص کرلیں۔ دین کو اللہ کے لئے خالص کرلیں ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: "قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ" (الزمر:11)

اے نبی! آپ کہہ دیجیے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں اللہ تعالیٰ کے لئے دین کو خالص کر کے، اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: "أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ" (الزمر:۳) خالص دین اللہ کا ہوتا ہے۔

اخلاص کا مطلب:

اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ اس کام کے اندر کوئی کھوٹ نہ ہو آپ کی نیت خالص صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہو تو جو کام بھی آپ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کریں گے وہ عبادت بن جائے گا، مثلاً آپ نماز پڑھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تو عبادت ہے لیکن یہی نماز اگر آپ لوگوں کو دکھانے کے لئے پڑھیں گے تو یہ شرک ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تھوڑا سا دکھاوا بھی شرک ہوتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

اگر نماز میں آپ کی اسی (۸۰) فیصد نیت اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی تھی لیکن بیس (۲۰) فیصد اس میں آپ نے کھوٹ ملا لیا، (اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے) کہ مثلاً فلاں دیکھ لے فلاں میری تعریف کرے، لوگ مجھے نیک سمجھیں، تو یہ جو بیس فیصد آپ نے اس میں کھوٹ ملایا ہے یہ تھوڑا سا دکھاوا بھی حدیث میں آتا ہے کہ شرک ہے آپ کو یہ دین خالص اللہ تعالیٰ کے لئے کرنا چاہئے، نماز بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ہو، روزہ بھی اللہ کے لئے ہو، حج بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ہو، زکوٰۃ بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ہو، قرآن مجید کی تلاوت بھی اللہ کے لئے ہو اور ذکر اللہ بھی اللہ کے لئے ہو، بلکہ اس سے آگے بڑھ کر آپ جو ملازمت کررہے ہیں وہ بھی صرف اللہ کے لئے ہو، آپ صبح سے شام تک آٹھ گھنٹے ڈیوٹی دیتے ہیں، چاہے ملازمت کرتے ہیں یا تجارت کرتے ہیں مثلاً کوئی شخص تاجر ہے دس گھنٹے دکان پر بیٹھا رہتا ہے، تجارت کا کام کرتا رہتا ہے، اس تجارت اور زراعت میں اور دنیا کے کاموں میں، حلال کمانے میں یہ نیت رکھے کہ میں یہ سب کچھ اس لئے کررہا ہوں تاکہ میں آرام سے عبادت کرسکوں اور یہ حلال کمانا صرف اللہ کے لئے ہے تو یہ جو سات آٹھ گھنٹے آپ کی محنت ہے، جو دیکھنے میں دنیا نظر آرہی ہے، پھر یہ دنیا نہیں رہے گی بلکہ عبادت بن جائے گی۔

مخلوق کو خوش کرنے کے لئے عبادت مت کریں:

آپ بیوی کے پاس جاتے ہیں، بچوں کے حقوق ادا کرتے ہیں، آپ بہن بھائیوں کے پاس جاتے ہیں، آپ بیماروں کی عیادت کے لئے جاتے ہیں، جنازہ میں شرکت کے لئے جاتے ہیں اگر اس سے مقصود یہ ہو کہ لوگ مجھے اچھا کہیں تو سب لوگ تو کبھی بھی اچھا نہیں کہتے، کچھ اچھا کہتے ہیں کچھ بُرا کہتے ہیں، اس چکر میں پڑنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ آپ جو کام کریں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے کریں تو جو بھی آپ کام کررہے ہوں گے وہ سارے کا سارا عبادت ہوگا، آپ نے چالیس پچاس سال تک بیوی کی خدمت کی اگر اس نیت سے کی کہ بیوی خوش ہو جائے تو بیوی تو کبھی خوش نہیں ہوتی، ذرا سی کوئی بات ہوگی تو آپ کے تمام احسانات کا وہ صاف انکار کردے گی۔ حدیث میں آتا ہے:

یعنی اگر آپ بیوی کے ساتھ ساری عمر احسان کرتے رہو پھر اگر وہ آپ سے کوئی نامناسب بات دیکھے گی تو جواب میں کہہ دے گی کہ میں نے تو تیرے پاس کبھی بھلائی دیکھی ہی نہیں ہے، بیچاری عورت کمزور ہوتی ہے جلدی سے جذبات میں آجاتی ہے اس کی وجہ سے ایسے

جملے کہہ دیتی ہے، پھر آپ پریشان ہوں گے کہ لوجی اتنے سال خدمت کی آخر میں یہ سننے کو ملا، یہ وہ جملہ ہے جو ہم اور آپ سب کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے اتنی خدمت کی، نتیجہ یہ ملا، ارے بھائی! آپ نے کیوں امی کے لئے خدمت کی آپ کو بیوی کے لئے محنت نہیں کرنی چاہیے تھی، بلکہ اس لئے کرنی چاہیے تھی تاکہ اللہ مجھ سے راضی ہو۔

آپ نے بچوں کی خدمت کی ان کو کھلایا پلایا، بڑا کیا اب اس کے بعد کوئی کینیڈا چلا گیا، کوئی دبئی چلا گیا، بیوی بچوں کو لے کر علیحدہ ہوگیا، اب ماں باپ کہہ رہے ہیں کہ لوجی اتنے سال خدمت کی، بچوں کو پالا، اب کوئی ہمارے ساتھ نہیں ہے، ہمیں کیا ملا؟ واقعی صحیح کہہ رہے ہیں، اگر بچوں کے لئے کیا تھا تو بچے تو جواب میں کچھ نہیں دیتے، وہ تو اپنی بیوی کے ساتھ اپنی نئی زندگی میں مصروف ہو جاتے ہیں خاص طور پر جب پیسے کی فراوانی ہو۔ کبھی بھول کر آپ کو کارڈ بھیج دیں گے، سال میں ایک مرتبہ آپ کو کوئی گفٹ بھیج دیں گے جس روز "مدر ڈے یا فادر ڈے" ہوگا اس روز آپ کو ایک میسج بھیج دیں گے اور یہ سمجھیں گے کہ ماں باپ کا حق ادا ہوگیا۔

ارے بھائی! آپ جو کام کریں اللہ کے لئے کریں، آپ بہن بھائیوں کے پاس جاتے ہو، ان کی خدمت کرتے ہو، ان کے حقوق ادا کرتے ہو، پھر آپ کو شکایت ہوتی ہے کہ لوجی اتنا کیا! جواب میں ہمیں کیا ملا؟ یہ سب آپ نے مخلوق کے لئے کیا تھا اگر آپ اللہ کو راضی کرنے کے لئے کرتے تو آپ کو کبھی شکایت نہ ہوتی، اگر اللہ راضی ہو تو باقی کوئی راضی ہوتا ہے یا نہیں مجھے اس کی کوئی پروا نہیں، میں نے اپنی ڈیوٹی پوری کی ہے، میں نے بیوی کی، بچوں کی، ماں باپ کی، بہن بھائیوں کی، شاگردوں کی، اپنے ملازموں کی، اپنے افسران کی خدمت کی ہے، جو بھی کام میں نے کیا اللہ کے لئے کیا، اب جب آپ یہ نیت رکھیں گے تو آپ کو کبھی شکایت نہیں ہوگی کہ جناب فلاں نے اس کے جواب میں مجھے کیا دیا، اگر شکایت دل میں آئے گی بھی تو آپ یہ کہیں گے کہ میں نے ان کے لئے کیا ہی نہیں تھا، اللہ تعالیٰ کے لئے کیا تھا، اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر عظیم ہے، اللہ تعالیٰ نیکی کو ضائع نہیں کرتا، چاہے آپ بیوی بچوں کے ساتھ نیکی کریں، چاہے ملازموں کے ساتھ نیکی کریں، چاہے اپنے شاگردوں کے ساتھ کریں، چاہے اپنے پڑوسیوں کے ساتھ کریں، اللہ کے یہاں کوئی نیکی ضائع نہیں ہوتی۔ "فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ" (الزلزلۃ:۷) جو ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا، اللہ اس کو دیکھ رہا ہے۔ "وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ" (الزلزلۃ:۸) جو ذرہ برابر بھی برائی کرے گا اللہ اس کو دیکھ رہا ہے۔ یہ وہ طریقہ ہے جس سے آپ پوری زندگی کو عبادت بنا سکتے ہیں۔

ہمارے اعضاء اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں:

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں جسم دیا ہوا ہے یہ ہماری ملکیت نہیں ہے، اس لئے اگر میں چاہوں کہ اپنا ہاتھ بیچ دوں، اپنے گردے بیچ دوں، اپنی آنکھیں بیچ دوں تو یہ چیزیں بیچنا میرے لئے جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ جسم اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ اسی طرح اگر میں چاہوں کہ خودکشی کرلوں، تو خودکشی بھی حرام ہے، اس لئے کہ یہ زندگی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، یہ جسم اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، اب میں سر میں تیل لگا رہا ہوں، آنکھوں میں سرمہ ڈال رہا ہوں، اپنے جسم کا خیال رکھ رہا ہوں، اس نیت سے کہ یہ سرکاری مشینری ہے، اللہ نے مجھے دی ہوئی ہے، اللہ کا دیا ہوا جسم ہے، میرا ذاتی نہیں ہے، میں نے اسے نہیں بنایا، اس رب نے مجھے دیا ہے اور اپنے وقت پر یہ قبر میں جائے گا، لیکن جب تک یہ جسم میرے پاس ہے میں اس کا خیال رکھوں تو اس کا خیال رکھنے میں بھی عبادت کا ثواب ہے۔ چنانچہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر آدمی سر میں تیل لگائے اسی طرح آدمی صبح کو چہل قدمی کے لئے جائے تاکہ چست رہے اور صحت مند رہے، اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرسکے اور بندوں کا بھی حق ادا کرسکے تو اس کی یہ چہل قدمی بھی عبادت ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے اولیا اللہ میں سے تھے، بزرگ تھے، صبح کو بیس پچیس منٹ جانے کے پھر بیس پچیس منٹ آنے کے لگاتے تھے، اور فرماتے تھے کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرا چلنا اور پھرنا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے۔

کھانا پینا عبادت کیسے بنتا ہے؟:

جب آدمی اپنا ہر کام اللہ تعالیٰ کے لئے کرنے لگتا ہے تو اس کی ساری زندگی عبادت بن جاتی ہے، آپ کپڑے بھی اچھے پہنتے ہیں اس لئے کہ اللہ نے مجھے دیئے ہیں، آپ کے سامنے کھانا آتا ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرکے آپ اس کو کھاتے ہیں کہ یا اللہ! تو نے کتنی اچھی غذا مجھے عطا فرمائی، حلال غذا عطا فرمائی، بسم اللہ پڑھ کے کھانا شروع کرتے ہیں آخر میں الحمدللہ کہہ دیتے ہیں تو یہ کھانا پینا بھی عبادت ہے، آپ گاڑی پہ سوار ہوتے ہیں، دعا پڑھتے ہیں:

"سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ o وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔"

(الزخرف:۱۳،۱۵) کہ یا اللہ! آپ نے سواری عطا فرمائی، پھر منزل مقصود پر پہنچ گئے یا اللہ تیرا شکر ہے، اب یہ سارا کام عبادت شمار ہو رہا ہے، صبح گھر سے نکلے شام کو گھر پہنچے اس میں جتنے کام آپ نے کئے ہیں، تو جو جو کام آپ نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کئے ہیں وہ سارے کے سارے عبادت ہیں، ایک آدمی چالیس رکعتیں پڑھتا ہے مخلوق کو دکھانے کے لئے اور ایک آدمی دو رکعتیں پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے بتایئے کون سی عبادت زیادہ بہتر ہے؟ چالیس رکعتیں زیادہ بہتر ہیں یا دو رکعتیں زیادہ بہتر ہیں؟ یقیناً دو رکعتیں زیادہ بہتر ہیں، اس لئے کہ دو رکعتیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہیں۔

حضور ﷺ کی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بڑی پیاری نصیحت ارشاد فرمائی: ”**اخلص دینک یکفک العمل القلیل**“ فرمایا کہ اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کرلو، ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرو **یکفک العمل القلیل** تو تھوڑا سا عمل بھی تمہارے لئے کافی ہو جائے گا، تمہیں بیس رکعت پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں ہے، دو چار رکعت پڑھو مگر اللہ تعالیٰ کے لئے پڑھو، غریب کو دو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دو، نفلی روزہ رکھو اللہ کے لئے رکھو، جو کام کرو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرو، تو تھوڑا سا عمل بھی تمہارے لئے کافی ہو جائے گا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے محبوب صحابی تھے، ا۔۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ یہ حرام اور حلال کو اچھی طرح جاننے والے ہیں اور ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یہ بھی فرمایا تھا کہ اے معاذ! میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں: اے معاذ! میں تم سے محبت کرتا ہوں، اور تم ہر نماز کے بعد یہ دعا کیا کرو کہ **اللّٰھم اعنی علیٰ ذکرک وشکرک وحسن عبادتک** یا اللہ! میری مدد فرما کہ میں آپ کا ذکر کروں، آپ کا شکر ادا کروں اور اچھے طریقہ سے آپ کی عبادت کروں۔

جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شاگرد کو یہ حدیث سنائی تو کہا کہ اے فلاں میں تجھ سے محبت کرتا ہوں اور مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے معاذ میں تم سے محبت کرتا ہوں تم ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگنا نہ بھولنا کہ **اللّٰھم اعنی علیٰ ذکرک وشکرک وحسن عبادتک**۔

اور یہ عجیب حدیث ہے کہ ہر استاد نے اپنے شاگرد کو یہ کہا کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل کو فرمایا جو ان کے محبوب تھے، استاد کا جو محبوب شاگرد ہوتا ہے اس کو کہتے ہیں کہ **انی احبک** میں تم سے محبت کرتا ہوں اور تمہیں یہ حدیث سناتا ہوں، لہٰذا یہ حدیث مسلسل بالمحبۃ کہلاتی ہے کہ اس میں محبت کا تسلسل ہے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک کے اساتذہ نے اپنے شاگرد کو اسی طرح یہ حدیث سنائی ہے، چنانچہ ہمارے استاد نے بھی جب ہمیں یہ حدیث سنائی تو ہم سے فرمایا کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں اور دیکھو ہر نماز کے بعد یہ دعا نہ چھوڑنا: ”**اللّٰھم اعنی علیٰ ذکرک و شکرک وحسن عبادتک**“ ترجمہ: یا اللہ! میری مدد فرما کہ میں آپ کا ذکر کروں، شکر کروں اور اچھے طریقہ سے آپ کی عبادت کروں۔

بقیہ: اسلام ایک فلاحی دین:...... گمراہی کے باوجود جو حیران کن ترقیاں، آنکھوں کو خیرہ کر دینے والا عروج اور ناقابل تسخیر قوت وشوکت عطا ہوئی ہے، اس کے پس پردہ ان کی نفع رسانی کی صفت بھی ہے؛ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آج زندگی کا کوئی گوشہ اور کائنات کا کوئی چپا ایسا نہیں ہے جہاں انہوں نے اپنی نفع رسانی کی مہر ثبت نہ کی ہو، دنیا کو پتھر کے دور سے خلائی دور تک پہنچانے میں ان کا بلاشبہ بہت بڑا حصہ ہے۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ عہد حاضر میں مادیت کے طوفان اور خود غرضی کے عفریت نے اس طرح انسان کو جکڑ لیا ہے کہ وہ انسان ہو کر بھی انسانیت سے عاری ہے، ایسے ماحول میں مغرب نے آگے بڑھ کر انسانیت کی خدمت کا بیڑا اٹھایا، مجبور ومعذور اور بے کس وبے سہارا کو تعاون کی بیساکھی فراہم کی، مظلوم ومقہور اور بے درو بے گھر افراد کے آنسو پونچھنے کے جتن کئے اور کر رہے ہیں؛ لیکن ان کا یہ کام صرف انسانیت کی خدمت کے لئے نہیں جو کہ اسلام کا خاصہ ہے؛ بلکہ اکثر وبیشتر ان کے بہت سے خفیہ ایجنڈے بھی ہوتے ہیں جنھیں وہ اس کے درپردہ انجام دیتے ہیں؛ چنانچہ اس وقت مغربی این جی اوز جن ممالک میں بھی انسانی خدمات کا شوروم کھولے بیٹھے ہوئے ہیں، خواہ وہ پناہ گزینوں کے لئے کیمپ کا انتظام ہو یا پھر غریبوں کے لئے ہسپتال اور اسکول وکالج کا قیام اس کی آڑ میں عیسائیت کی تبلیغ، ملکوں کی جاسوسی اور مختلف طرح کے فتنوں کی نت نئی کاشت ان کا محبوب مشغلہ ہے، لہٰذا یہ ایک حقیقت ہے انسانیت کی حقیقی اور بے لوث خدمت صرف اسلام کا حصہ ہے۔ (بشکریہ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند، جنوری ۲۰۱۹ء)

دنیا میں آنے کا مقصد:

خلاصہ یہ ہے کہ دو چیزیں ہمیشہ ہمیں اپنی زندگی میں یاد رکھنی چاہئیں، ایک یہ کہ ہماری زندگی کا مقصد کیا ہے؟ یہ مقصد کبھی نہیں بھولنا چاہئے، ہم اس دنیا میں اپنی مرضی سے نہیں آئے، اپنی مرضی سے نہیں جائیں گے، کسی نے ہمیں بھیجا ہے اور وہ ہمیں اپنے وقت پر بلا لے گا اور جب اس نے بھیجا تھا ہمارے پاس کچھ نہیں تھا اور جب ہمیں بلائے گا ہم ساری چیزیں یہاں چھوڑ کر چلے جائیں گے، اس ذات نے ہمیں عبادت کے لئے بھیجا ہے، تو زندگی کا مقصد عبادت ہونا چاہیے، مکان بنانا، شادی کرنا، بیوی بچوں کا ہونا، لباس ہونا کھانا پینا، چہل قدمی کرنا، تفریح کرنا، ہنسنا بولنا یہ سب جائز ہے مگر یہ زندگی کی حاجتیں ہیں، جن کو انسان پورا کرتا ہے، لیکن یہ زندگی کے مقاصد نہیں ہیں، زندگی کا مقصد صرف ایک ہے اور وہ ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت۔

ہمارا ہر کام اللہ کے لئے ہونا چاہیے:

پوری زندگی کو اگر آپ عبادت بنانا چاہتے ہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ کا ہنسنا بھی اللہ کے لئے ہو، آپ کا مسکرانا بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ہو، حقوق اللہ ادا کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ہو، بندوں کے حقوق ادا کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ہو، ملازمت، تجارت، زراعت اور چلنا پھرنا سب اللہ کے لئے ہو۔ آپ حضرات نے ایک آیت مبارکہ سنی ہوگی جو قربانی کرتے وقت ہم پڑھتے ہیں: ''إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ'' (الانعام:162)

میری نماز، میری قربانی، میری زندگی، میری موت، اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ زندگی بھی اللہ کے لئے ہے اور جب مرنے کا وقت آئے خوشی خوشی جاؤ یااللہ! آپ نے بھیجا تھا اب واپس بلا رہے ہیں اب آپ کے پاس آرہا ہوں، آپ نے دنیا کی نعمتیں عطا فرمائیں، اب آخرت کی نعمتیں بھی عطا فرما، دنیا میں بھی آپ میرے رکھوالے تھے، آخرت میں بھی آپ میرے رکھوالے ہیں۔ لہٰذا سب کام اللہ تعالیٰ کے لئے ہوں، ہنسنا، بولنا، چلنا، پھرنا، سونا حتیٰ کہ مرنا بھی اللہ کے لئے ہو محیای ومماتی، زندگی اور موت بھی اللہ تعالیٰ کے لئے للہ رب العلمین للہ رب العلمین کے لئے لاشریک لہ اس کا کوئی شریک نہیں، اس لئے زندگی کا مقصد عبادت بنانا چاہئے اور زندگی کے جتنے کام ہیں وہ سب کے سب عبادت کی نیت سے کرنے چاہئیں، بلکہ عبادت کی نیت اس میں زبردستی شامل کر لینی چاہئے۔

ایک صاحب نے مکان بنایا، ایک بزرگ گئے، انہوں نے کہا کہ بھائی ماشاء اللہ تم نے دیوار میں روشندان رکھا ہوا ہے بہت اچھا ہے، مگر تم نے یہ روشندان کس نیت سے رکھا ہے؟ تو کہا کہ جی ہوا آئے گی، فرمایا ہاں یہ بالکل ٹھیک ہے، کیونکہ انسان کو ہوا کی ضرورت ہے، اس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا، لیکن یہ بھی نیت کر لیتے کہ اذان کی آواز بھی آئے گی تو اٹھ کے نماز کے لئے چلا جاؤں گا۔ تو ہر چیز میں عبادت کو مقصود بنانا اور ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرنا چاہئے، اگر آدمی یہ کام کرلے تو بہت زیادہ عبادت کی بھی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یہ فرمایا ہے کہ: ''اخلص دینک یکفک العمل القلیل'' ''تم اپنے دین کو خالص کرلو تو تھوڑا سا عمل بھی تمہارے لئے کافی ہوجائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص عطا فرمائے اور ہم دنیا کا یا دین کا جو بھی کام کریں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کریں تاکہ ہمارا ہر کام عبادت ہو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہو۔ ☆☆

بقیہ: سیدنا ابوبکر صدیق....... طرف ہے گویا قبر میں بھی دیدار کا شرف حاصل ہو رہا ہے اور کل قیامت کے دن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روضۂ اقدس میں سے اٹھیں گے تو سب سے پہلے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا شرف حاصل ہوگا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہوں گے۔

ملفوظاتِ حضرت صدیق اکبرؓ:

☆... اللہ سے خوف بقدر علم ہوتا ہے اور بے خوفی بقدر جہالت۔

☆... اپنے اعمال وافعال میں خدا کو حاضر وناظر جان کر ڈرتے اور شرم کرتے رہو۔

☆... جس نے غور وفکر کی عادت ڈالی اور اپنے نفس کو نصیحت کرتا رہا، وہ سمجھ لے کہ خدا نے اس پر رحم کیا۔

☆... خدا سے ڈرو کیونکہ خدا باطن کو اسی طرح دیکھتا ہے جس طرح ظاہر کو۔

☆... بندے کو جب کسی زینت دنیا سے گھمنڈ ہوجاتا ہے تو اللہ اس کو دشمن رکھتا ہے۔

☆... جو اللہ کے کاموں میں لگ جاتا ہے، اللہ اس کے کاموں میں لگ جاتا ہے۔

☆... مومن کا اتنا علم کافی ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہے۔

☆... خدا اس شخص پر رحمت کی بارش کرے جو مجھے میرے عیوب سے مطلع کرتا ہے۔

حق تعالیٰ شانہٗ ہمیں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعقیدت کا ادنیٰ حصہ نصیب فرما کر اسوۂ صدیقی پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی الامی وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

تحفظ ختم نبوت کورس (برائے خواتین)

شاہ فیصل کالونی (مولانا محمد اشفاق) دین کو سیکھنا اور دوسروں کو سکھانا جس طرح مردوں کی ذمہ داری ہے، اسی طرح خواتین کا بھی فریضہ ہے، ہر دور میں اکابر علماء کرام نے دعوت دین کی محنت کو دونوں طبقوں میں زندہ رکھا۔ موجودہ دور میں چونکہ حقوق نسواں، عورتوں کا مردوں کے شانہ بشانہ اور ہم پلہ کردار اور خواتین کی آزادی جیسے خوشنما اور پُرفریب نعروں کی آڑ میں خواتین کو دین سے دور کرنے کی کوششیں عروج پر ہیں۔ اس لئے اس بات کی ضرورت پہلے سے کہیں بڑھ کر ہے کہ دین کی محنت خصوصاً عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ جیسے اہم اور حساس مسئلے کو خواتین میں بھی اجاگر کیا جائے۔

اسی اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ کی سرپرستی، رہنمائی اور نگرانی میں مدرسہ عائشہ شاہ فیصل کالونی نمبر ا کراچی میں خواتین کے لئے ۲۰ روزہ ”تحفظ ختم نبوت کورس“ رکھا گیا۔

اس کورس کا مقصد تحفظ ختم نبوت کے مشن سے صرف آگاہی دینا نہ تھا بلکہ اس آگاہی اور شعور کے ساتھ ساتھ ایسی خواتین معلمات تیار کرنا جو اس موضوع سے پوری طرح واقف ہوں اور آگے چل کر معاشرے میں خواتین کے اندر شعور ختم نبوت کو اجاگر کرنے اور تحفظ ختم نبوت کے مشن کو آگے بڑھانے میں فعال کردار ادا کرسکیں، اس کورس کا بنیادی مقصد تھا۔ کورس میں درس نظامی، دراسات، مدارس کی متخصصات، فاضلات، کالج اور یونیورسٹی سمیت زندگی کے مختلف شعبوں سے وابستہ طالبات و معلمات نے حصہ لیا۔ ۱۲؍اگست ۲۰۱۸ء سے شروع ہونے والا یہ کورس ۳۰؍دسمبر ۲۰۱۸ء تک جاری رہا، چونکہ خواتین آس پاس کے دور و قریب مختلف علاقوں سے شریک ہوتی تھیں، نیز مختلف شعبوں سے وابستہ تھیں، اس لئے ان کی سہولت کے پیش نظر کورس کی کلاسز تعطیل والے دن یعنی اتوار کو ہوتی رہیں، جبکہ ہفتے کے دیگر دنوں میں لکھنے، یاد کرنے اور مطالعہ کرنے کے لئے کام دیا جاتا رہا۔

کورس میں شیخ الحدیث مولانا شفیق الرحمن کشمیری، مولانا قاضی احسان احمد، ضلع ملیر کے مسئول مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ، ضلع کورنگی کے مسئول مولانا محمد عادل غنی، مجلس کراچی کے مبلغین مولانا عبدالحئی مطمئن، مولانا محمد قاسم، جمعیت علماء اسلام کے رکن مولانا شیر محمد علوی اور مولانا محمد اشفاق (ذمہ دار حلقہ شاہ فیصل ٹاؤن) نے مختلف عنوانات پر لیکچرز دیئے۔ عقیدۂ ختم نبوت، حیات عیسیٰ علیہ السلام، ظہور امام مہدی، قانون ناموس رسالت، قیامت کی نشانیاں، تحریک ختم نبوت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تاریخ و کردار سمیت ۳۴ عنوانات پر تفصیلی لیکچرز ہوئے۔ اساتذہ کرام کے تمام اسباق کو ریکارڈ کیا گیا۔ کورس کے اسباق کو تحریری طور پر مرتب کیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جملہ لٹریچر کا بالاستیعاب مطالعہ کروایا گیا۔ آئینہ قادیانیت، تحفظ ختم نبوت اہمیت و فضیلت، ناموس رسول اور قانون توہین رسالت، اسلام اور قادیانیت کا تقابلی مطالعہ، قادیانی شبہات کے جوابات، تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء سمیت مجلس کی دستیاب بیشتر کتب سے مطالعے اور استفادے کا وقت اور سہولت مہیا کی گئی۔ کورس کے آخر میں امتحان کی تیاری کے لئے دو ہفتے کا وقت دیا گیا۔ طالبات نے دن رات ایک کرکے پیپر کی تیاری کی، تکرار اور مطالعے کی باقاعدہ کلاسز لگیں۔ ۶۰ سوالات پر مشتمل تفصیلی پرچہ ہوا۔ الحمدللہ! ۲۷ خواتین نے امتحان پاس کیا۔

انعامات و اسناد کی تقسیم کے لئے اختتامی تقریب ۲۷؍جنوری ۲۰۱۹ء بروز اتوار بعد نماز ظہر مدرسہ عائشہ شاہ فیصل کالونی نمبر ا میں منعقد ہوئی، جس کی صدارت جامعہ دارالعلوم کراچی کے استاذ الحدیث و نائب مفتی حضرت مفتی عبدالمنان صاحب مدظلہ نے فرمائی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ، مولانا محمد قاسم، مولانا محمد عادل غنی، مولانا شیر محمد علوی، مولانا محمد جنید سمیت دیگر علماء و کارکنان ختم نبوت شریک ہوئے۔ امتحان پاس کرنے والی تمام طالبات کو مجلس کی طرف سے کتب کا ہدیہ اور مدرسے کی طرف سے دیگر انعامات دیئے گئے۔ نیز حضرت امیر مرکزیہ کے مبارک دستخط سے مزین خوبصورت سند دی گئی۔ پوزیشن حاصل کرنے والی طالبات کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے بیش قیمت کتب کا سیٹ اور شیلڈز دی گئیں۔ مفتی عبدالمنان و مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے اختتامی خطاب میں قیمتی نصائح اور دعائے خیر فرمائی۔

کورس اور اختتامی تقریب کا تمام تر انتظام مولانا احسن نسیم، بھائی عبدالرافع اور ارسلان مبین نے سنبھالا، شروع سے آخر تک کورس کی نگرانی و ترتیب مدرسہ عائشہ کی منتظمہ محترمہ ام احسن صاحبہ نے نہایت عمدگی اور احسن طریقے سے نبھائی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام منتظمین، اساتذہ، طالبات اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کو قبول فرمائے اور اس کورس کو مدرسہ عائشہ کے بانی حاجی نسیم اختر مرحوم کے لئے ذریعۂ نجات اور شفاعت نبوی کا سبب بنائے۔ آمین ثم آمین۔

تھالی کا بینگن

قصہ ایک جھوٹے مدعی نبوت کا

قسط:6

الحاج اشتیاق احمد مرحوم

پیش گوئیاں:

مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ علماء کرام نے ڈٹ کر اس کا مقابلہ کیا۔ ان علماء کرام میں ممتاز ترین نام مولانا محمد حسین بٹالویؒ اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کا ہے۔ مولانا بٹالوی نے مرزا کے خلاف مسلمانوں، خصوصاً علماء کو متوجہ کیا۔ ان کا تعاقب کیا اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے ہر جگہ ان کے جھوٹ کا پول کھولا۔ ان کا ہفت روزہ اخبار ''اہلِ حدیث امرتسر'' جھوٹی نبوت کی تردید میں سب سے زیادہ سرگرم اخبار تھا۔ مرزا ان کی تحریروں سے تنگ آ گیا، اس قدر تنگ آیا کہ ایک خط مولانا کو لکھ مارا۔ ملاحظہ فرمائیں خط کے الفاظ:

''آپ ایک زمانے سے مجھے جھوٹا لکھتے چلے آ رہے ہیں۔ اپنے پرچے میں مجھے جھوٹا، دجال اور مفسد لکھتے ہیں۔ میں نے آپ کی طرف سے بہت دکھ اٹھایا مگر صبر کرتا رہا۔ اگر میں ایسا ہی جھوٹا ہوں تو میں اعلان کرتا ہوں کہ میں آپ کی زندگی میں مر جاؤں گا کیونکہ جھوٹے کی زندگی زیادہ نہیں ہوتی۔ وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے دشمنوں کی زندگی ہی میں ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں جھوٹا نہیں ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سزا سے نہیں بچ سکیں گے۔ بس وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں نہیں بلکہ صرف خدا کے ہاتھوں سے ملتی ہے، جیسے طاعون اور ہیضہ وغیرہ جیسی مہلک بیماریوں کی صورت میں، تو یہ بیماریاں جو میری زندگی میں ہی آپ کو نہ ہوئیں تو میں جھوٹا..... میں نے خدا سے فیصلہ چاہا اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اگر میرا نبی ہونے کا دعویٰ جھوٹا ہے تو مولوی ثناء اللہ امرتسری کی زندگی میں مجھے ہلاک کر دے اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین۔

مگر اے میرے خدا!! اگر مولوی ثناء اللہ امرتسری مجھ پر جھوٹا الزام لگاتا ہے تو میں دعا کرتا ہوں کہ تو اسے میری زندگی میں نابود کر..... مگر انسانی ہاتھوں سے نہیں بلکہ طاعون اور ہیضے وغیرہ سے سوائے اس صورت کے کہ وہ توبہ کرے.....

اے اللہ! میں تیری رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ ثناء اللہ اور مجھ میں سچا فیصلہ فرما دے اور تیری نظر میں جو واقعی جھوٹا ہے اسے سچے کی زندگی میں دنیا سے اٹھا لے یا کسی نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک! تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔''

یہ اشتہار 15/اپریل 1907ء کو شائع ہوا تھا، اس میں چند باتیں بالکل صاف اور واضح ہیں۔ ایک یہ کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مولانا ثناء اللہ امرتسری کی زندگی میں مر جاؤں۔ اگر میں سچا ہوں، مسیح موعود ہوں، اللہ کی طرف سے ہوں تو مولانا ثناء اللہ امرتسری میری زندگی میں فوت ہو جائے گا۔ مزید وضاحت اس اشتہار میں یہ ہے کہ موت بھی انسانی ہاتھوں سے نہیں ہوگی، یعنی قتل نہیں کیا جائے گا تاکہ مخالف یہ نہ کہہ دیں کہ مرزا نے خود کو سچا ثابت کرنے کے لئے مولانا ثناء اللہ امرتسری کو قتل کروا دیا ہے۔ اس لئے موت بھی ایسے ذریعے سے ہوگی جو انسان کے اختیار میں نہیں، مثلاً: طاعون یا ہیضہ یا اس جیسے کسی مرض میں مبتلا ہو کر مرے گا۔ ایک بات مزید وضاحت کے لئے یہ کہی گئی کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جائے گا۔ یعنی دونوں میں سے جو سچا ہوگا وہ زندہ رہے گا اور اس کی زندگی میں جھوٹا مر جائے گا، وہ بھی طاعون یا ہیضے سے.....

اب مرزائیوں سے کوئی پوچھے اس پیش گوئی کا، اس دعوے کا کیا نتیجہ نکلا تھا تو وہ آئیں بائیں شائیں کرنے لگتے ہیں۔ ہم تو ان سے صاف اور سیدھی باتیں پوچھتے ہیں کہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ مرزا کی زندگی میں فوت ہوئے یا

نہیں، طاعون یا ہیضے سے مرے یا نہیں، سب جانتے ہیں۔ مرزا ۱۹۰۸ء میں مرگیا تھا اور مرا بھی ہیضے سے تھا، خود اس کے بیٹے کی کتاب سیرت المہدی سے یہ ثابت ہے کہ جس روز مرزا کو موت آئی، اسے اس رات کو دست لگے ہوئے تھے، تمام رات وقفے وقفے سے اسے دست آتے رہے، خود اس نے مرنے سے پہلے اپنے لوگوں سے یہ کہا تھا یا نہیں کہ مجھے ہیضہ ہوگیا ہے اور اسی حالت میں وہ مرگیا اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ ایک مدت تک زندہ رہے، وہ قیام پاکستان کے بعد ہجرت کرکے پاکستان تشریف لائے یہیں سرگودھا میں ان کا انتقال ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے مرزا کی وہ دعا جو اس نے اس اشتہار میں مانگی تھی قبول فرمائی۔ اسے مولانا ثناء اللہ امرتسری کی زندگی میں موت دے دی وہ بھی انسانی ہاتھوں سے نہیں، ہیضے جیسے مرض سے۔ اس اشتہار میں یہ بات قابلِ غور ہے کہ مرزا نے لکھا کہ جھوٹے کی زندگی زیادہ نہیں ہوتی۔ (جاری ہے)

باتیں ان کی یاد رہیں گی

ایک مرتبہ ایک صاحب جو بڑے جدت پسند تھے، میرے نانا جان مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ سے کہنے لگے:

’’مولانا! جدید دور ہے، آپ کیا ابھی تک دقیانوسی بنے ہوئے ہیں‘‘

نانا جان نے فرمایا: کیا آپ بھی (جدت کو) اپنائیں گے؟

کہنے لگے: ہاں، ہاں! نانا جان نے کہا: پھر اپنا باپ بھی نیا ڈھونڈلو، وہ صاحب سٹپٹا کر کہنے لگے: ہائیں، ہائیں! یہ آپ نے کیا کہہ دیا؟

مولانا نے فرمایا: میں نے یہ تھوڑا ہی کہا ہے کہ مجھے اپنا باپ بناؤ، مجھے ضرورت نہیں ہے، لیکن اس بڈھے کھوسٹ سے جان چھڑاؤ کوئی نوجوان باپ ڈھونڈو، پھر فرمایا کہ دنیاوی چیزیں فریج، ٹیلی فون، واشنگ مشین استعمال کرو، کبھی کسی نے کہا ہے کہ فلاں شخص چشمہ لگاتا ہے بڑا بے ایمان ہے؟ کہیں کل کو تم کہنے لگو کہ: ہم تو تیر وتلوار سے لڑیں گے۔ بھائی! اب توپ اور ٹینکوں کا زمانہ ہے تم تو ملک کو مرواؤ گے اسی طرح سیون اپ، مرنڈا، فانٹا، پیپسی کولا، کوکا کولا، آر سی کولا خبر نہیں کتنے کولے آگئے، ملک کو قرضوں سے کالا کردیا ان کولوں نے لیکن! اصل پانی سے کوئی مستثنیٰ نہیں۔ ایسے ہی دنیاوی ایجادات استعمال کرو لیکن دین پرانا رہنے دو۔

ایک دفعہ برمنگھم میں بس اسٹاپ پر انتظار میں کھڑے تھے کہ ایک صاحب آئے اور نانا جان سے باتیں شروع کردیں، کہنے لگے: تبلیغی جماعت والے بھی ایسے ہی لوگوں کو لے کر چل پڑتے ہیں۔ نانا جان تفرقہ اور انتشار کے خلاف تھے، چنانچہ ناگواری سے فرمایا: جناب میرے لئے کیا حکم ہے؟ وہ صاحب گڑبڑا کر کہنے لگے: جی میں نے تو ویسے ہی کہا تھا۔ تو فرمایا: آپ کچھ اور بھی تو کہہ سکتے تھے، وہ صاحب غصے میں بولے: آپ تو گلے ہی پڑ گئے، میں نے سوچا کہ باتوں میں چلیں وقت اچھا گزر جائے گا۔ اس پر انہوں نے فرمایا: بھئی! آپ کو پتا ہے کہ جو شخص برطانیہ میں رہ رہا ہے، جس نے منہ پر داڑھی رکھی ہوئی ہے وہ نماز تو پڑھتا ہی ہوگا تو آپ یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ میری سورۃ فاتحہ ہی سن لیں یا آپ مجھے سنادیں۔ اس پر وہ شخص خاموش ہوگیا اور اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

سیالکوٹ کی ایک مسجد میں جمعہ کے بیان کے دوران ایک مرتبہ فرمایا کہ: لوگ کہتے ہیں کہ آپ بھی دین بتاتے ہیں وہ بھی دین بتاتے ہیں، آپ بھی قرآن پڑھ کر سناتے ہیں وہ بھی قرآن پڑھ کر سناتے ہیں، ہمیں کیا پتا کہ کون حق پر ہے، ہم کدھر جائیں؟ حالانکہ اتنے سیدھے ہیں نہیں جتنے بنتے ہیں، ہاں! اگر مقدمہ لڑنا ہو تو وکیل اچھا کریں گے، علاج کروانا ہو تو ڈاکٹر اچھا کوالیفائڈ (قابل) ڈھونڈیں گے جب دین کی بات ہو تو کہتے ہیں، ہمیں کیا پتا! اللہ کے ہاں یہ عذر نہیں چلے گا۔ اس کی بات سمجھ میں آرہی ہے تو اس کی بات کیوں سمجھ میں نہیں آرہی، اس لئے کہ وہ تیری دل لگتی بات کہتا ہے، پھر فرمایا: مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’بات حق ہو، فطرت سلیم ہو، ہو نہیں سکتا کہ اس میں کوئی ٹکراؤ ہو۔‘‘

یہ بات میری والدہ محترمہ نے جب ان سے سنی تو کم عمر تھیں لیکن ان کی وفات سے کچھ عرصہ قبل انہوں نے اس بیان کا ذکر نانا جان سے کیا اور کہا کہ: آپ نے یہ بات تو کہی، لیکن ہمیں کیسے پتا چلے گا کہ کون حق پر ہے، فرمانے لگے: اس وقت کے علماء امت جن پر اعتماد کریں تم ان کی پیروی کرو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو علماء حق ربانیین کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مرسلہ: ث۔ع گلشن اقبال کراچی

ختم نبوت اور مرزائی عقیدہ!

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا تحریری بیان

گزشتہ سے پیوستہ

وحی ختم ہے:

جیسے نبوت ختم ہے اسی طرح وحی نبوت ختم ہے۔ تمام امت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جو شخص نبوت یا وحی کا دعویٰ کرے وہ واجب القتل ہے۔ آخری زمانہ میں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے وہ پہلے کے نبی ہوں گے۔ ان کی وجہ سے فہرست انبیاء میں اضافہ نہ ہوگا نہ کسی کو نبوت ملے گی۔ وہ تو جیسے اور گزرے ہوئے پیغمبر آجائیں۔ جیسے معراج کی حدیثوں میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مسجد اقصیٰ میں انبیاء علیہم السلام کو امامت کرائی۔ وہ قرآن پاک کو خود سمجھ لیں گے۔ وہ نفخ جبریل سے پیدا ہوئے ہیں۔ بچپن میں باتیں فرمائیں۔ پیغمبرانہ صفات، علم و روحانیت اور الہام سب ہوگا۔ وحی نبوت بذریعہ جبرائیل نہ ہوگی۔

بہرحال نبوت اور وحی نبوت اب بند ہے۔ مرزائی یہ دروازہ صرف مرزا کی خاطر کھولنا چاہتے ہیں۔ ورنہ ۱۳سو سال میں وہ بھی کسی اور نبی کو نہیں مانتے اور بعد کے لئے صرف لفظی فریب کرتے ہیں۔ ورنہ درحقیقت مرزا قادیانی نے اپنے کو آخری زمانہ کا مسیح قرار دیا ہے اور حقیقت الوحی میں نبی کے نام کے لئے اپنے کو مخصوص بتایا ہے۔

وحی نبوت کے معانی:

آنحضرت ﷺ پر جب وحی آتی، اس کو یاد کرنے کے لئے جلدی فرماتے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ'' (القیامۃ:۱۶) جلدی نہ کریں۔ ''إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ'' کیونکہ آپ کے سینہ میں اس کا جمع کر دینا اور اس کی پڑھائی ہمارے ذمہ ہے۔ ''فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ'' تو جب ہم پڑھ لیں تب آپ پڑھا کریں۔ ''ثم ان علینا بیانہ'' پھر اس قرآن کا بیان بھی ہمارے ذمہ ہے۔

مطلب یہ ہے کہ قرآن پاک کے کلمات اور معانی دونوں منجانب اللہ ہوتے تھے۔ وحی کے معانی بھی جبرائیل علیہ السلام بتادیتے تھے۔

قرآن نظم و معنی کے مجموعے کا نام ہے:

اسی لئے تمام علماء کا اتفاق ہے کہ قرآن صرف کلمات کا نام نہیں، نہ صرف معانی کا، بلکہ الفاظ اور معانی کے مجموعے کا نام قرآن ہے۔ آنحضرت ﷺ جبرائیل سے قرآن اخذ فرما کر صحابہ کو سنا اور پڑھا دیتے تھے: ''يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔'' (آل عمران:۱۶۴)

یہ رسول ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں۔ پھر ان کا تزکیہ فرماتے ہیں۔ انہیں کتاب (قرآن) سکھاتے ہیں اور حکمت۔ بہرحال آنحضرت ﷺ جیسے قرآن پاک کے الفاظ جبرائیل علیہ السلام سے اخذ کر کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سنا دیتے۔ اسی طرح وہ معانی بھی جو جبرائیل علیہ السلام بیان فرمادیتے۔ وہ بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کو بتادیتے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تفسیر:

اسی لئے قرآن پاک کے وہی معانی صحیح سمجھے جاسکتے ہیں جو آنحضرت ﷺ یا آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہوں۔ ان معانی کے مقابلہ میں کوئی دوسرا معنی کرنا قطعاً غلط ہوگا۔ وہ معانی ایسے گول مول نہ ہوتے تھے کہ ان کا مفہوم تیرہ سو سال بعد جاکر کہیں سمجھا جاسکے۔

قرآن پاک کی حفاظت:

اللہ تعالیٰ نے چونکہ یہ دین و شریعت قیامت تک کے لئے تجویز فرمائی تھی، اس لئے قرآن کی حفاظت کا انتظام بھی فرمایا۔ تاکہ وہ قیامت تک من و عن باقی رہ سکے۔ ارشاد ہوا: ''إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ'' (الحجر:۹) کہ یہ قرآن ہم نے اتارا اور ہم خود ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ بڑے زور سے ارشاد ہے کہ ہم خود ہی اس کے محافظ ہیں۔ جب خدا خود حفاظت کرے پھر وہ حفاظت کیسی اعلیٰ ہوگی۔

جناب والا! دنیا کی کوئی ایسی کتاب نہیں جس کو از بر حفظ کیا جاتا ہو۔ لیکن قرآن پاک جیسی کتاب یعنی پورے تیس پاروں کے لاکھوں حافظ،

خیرالقرون سے آج تک مسلسل چلے آ رہے ہیں۔نسلاً بعد نسل۔اس کی سورتیں گنی ہوئی ہیں۔ اس کی رکوعیں اور آیتیں گنی ہوئی ہیں۔یہاں تک کہ اس کے کلمات اور حروف بھی گنے ہوئے ہیں۔ حفاظت کی حد ہوگئی کہ قرآن پڑھنے کا لب ولہجہ تک محفوظ ہے۔جس کے لئے علم تجوید اور فن قرأت پڑھایا جاتا ہے۔مخالف اور متعصب عیسائی مورخین یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ قرآن کو مسلمانوں نے جوں کا توں محفوظ رکھا۔

معانی کی حفاظت:

یہ بات واضح کی جاچکی ہے کہ قرآن، الفاظ اور معانی کے مجموعہ کا نام ہے۔اللہ تعالیٰ نے جو حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے وہ معانی کی حفاظت کو بھی شامل ہے۔ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ الفاظ کی حفاظت کریں اور معانی کی نہ کریں۔اس کو پوری قدرت ہے۔جو چاہے کرسکتا ہے۔پس یہ یقیناً جاننا پڑے گا کہ قرآن کے وہی اصلی معانی آج تک ضرور محفوظ ہیں۔البتہ جس طرح الفاظ ظاہری اور معنوی چیزیں ہیں۔اس طرح الفاظ کی حفاظت ظاہراً دکھتی ہے اور معانی کی حفاظت ذرا سوچنے سے سمجھ میں آتی ہے۔جس کی ذرا سی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

قرآن کی تفسیر بالرائے:

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:’’جو کوئی قرآن میں اپنی رائے کو دخل دے گا وہ جہنم میں اپنا ٹھکانا بنائے گا۔‘‘صحابہ کرامؓ یا مسلمانوں سے یہ ناممکن تھا کہ وہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے بغیر قرآن میں اپنی رائے کو دخل دیتے۔

صحابہؓ کی شان:

اگرچہ آنحضرت ﷺ نے اپنے جیتے جی عرب کو ایک بہترین روحانی نظام میں منسلک کر کے دنیا کے سامنے نمونہ پیش کرکے تبلیغ کا فریضہ ادا کر دیا تھا اور ساتھ مشہور سلاطین وامراء کو دعوتی خطوط ارسال فرما کر اتمام حجت بھی فرما دی تھی۔ تاہم تفصیلی طور پر انتہائے عالم تک اشاعت اسلام واعلان حق کی خدمت آپ ﷺ کی نیابت میں آپ ﷺ کے خویش واقارب آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی قدوسی جماعت کو کرنا تھا۔اسی لئے اس جماعت کی اخلاقی بلندی اور پاکیزگی کی شہادت پہلے سے قرآن نے دے دی۔انصار و مہاجرین آپ ﷺ کی مبارک اور طویل صحبت سے اس جماعت کی ایسی اعلیٰ تربیت ہوئی جس کی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی۔ان جیسی جماعت کسی پیغمبر کو نصیب نہیں ہوئی۔مخالفین اسلام بھی اعتراف کرتے ہیں۔آپ ﷺ کی اس تیار کردہ جماعت سے یہ امر ناممکن تھا کہ وہ آپ ﷺ کی بنائی ہوئی شاہراہ یا آپ ﷺ کی سنت سے ایک لحہ کے لئے ایک انچ بھی ادھر ادھر ہوسکیں اور یہ کیسے ہوسکتا۔ان کو آپ ﷺ کی نیابت میں دین حق کی بڑی خدمت کرنی تھی۔چنانچہ اس قدوسی جماعت نے ایک طرف اپنی گفتار کردار کے اعلیٰ عملی نمونے پیش کر کے دنیا کو محو حیرت کر دیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ان کے جذبہ اعلائے کلمۃ اللہ نے اسلام کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجا دیا۔

دوسری طرف ایسی دیانت وامانت کے ساتھ جس کی نظیر ملنی ناممکن ہے قرآن پاک کی آیات اور ان کے معانی آنحضرت ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں تابعین کرام کے سینوں میں بھر دیئے۔آپ ﷺ کے فرمائے ہوئے ایک ایک لفظ کو ان تک پہنچایا۔یہ تابعین کون تھے۔یہ ان ہی اصحاب رسول ﷺ اور اولاد رسول ﷺ کی پاک گودوں میں پلے ہوئے برسوں ان کی صحبت ورفاقت میں رہ کر انہی کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔جب تک صحابہ کرامؓ کی یہ فیض یافتہ جماعت تابعین موجود رہی، سیاسی اختلافات ومشاجرات کے باوجود کسی کو قرآن وحدیث کے سلسلہ میں افراط وتفریط کی جرأت نہ ہوسکتی تھی۔ان کے عوام اسلام کی برکات جھولیوں میں بھرے ہوئے برق رفتاری کے ساتھ دنیائے کفر پر جا گرے اور دیکھتے دیکھتے ربع مسکون کے بڑے حصہ پر اسلام کا علم لہرا دیا۔ ان کے خواص نے قرآن وسنت کے خزانوں سے اپنی اولاد اور اپنے شاگردوں کو مالا مال کر ڈالا اور صحابہؓ کی امانت کو جوں کا توں ان تبع تابعین کے حوالہ کر کے اپنا حق ادا کر دیا۔یہ دوسرے حضرات جو تابعین جیسی مقدس جماعت کے

بیاد خادم العلماء والصلحاء الحاج مستقیم احمد پراچہ رحمۃ اللہ علیہ
ہفتہ وار اصلاحی بیان بعد عشاء
بروز ہفتہ
بروز منگل
بمقام ڈھنی جامع مسجد پاکستان چوک کراچی
مستورات کے سننے کا بھی انتظام ہے
الداعی الی الخیر شعبہ نشر واشاعت درس کمیٹی ڈھنی جامع مسجد پاکستان چوک
رابطہ 0300-2276606 0321-8730063

”ورفعنالک ذکرک“

چودہ سو برس کی مدت میں دنیا کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے، عقل و دانش کی کتنی منزلیں، حدو حساب سے باہر، عدد و حساب سے خارج، طے ہو چکیں، الحاد و مادیت کی قلمرو کتنی وسیع ہو چکی۔ پر آج خالق کے نام کے ساتھ جس کا نام زبانوں پر آتا اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ جس کا ذکر کانوں تک پہنچتا ہے۔ وہ قیصر و کسریٰ کا نہیں، دنیا کے کسی شاعر و ادیب کا نہیں، کسی حکیم و فلسفی کا نہیں، کسی جنرل اور سردار کا نہیں، کسی گیلانی اور کسی راہب کا نہیں، کسی رشی کا نہیں، یہاں تک کہ کسی دوسرے پیغمبر کا بھی نہیں، بلکہ حضرت عبداللہ کے لخت جگر، حضرت آمنہ کے نور نظر، خاک بطحیٰ کے اسی بے کس و بے بس یتیم کا، جسے قریش کے زور آور، جہل و نخوت کے نشے میں اپنے ہی جیسا محض ایک مشت خاک سمجھ رہے تھے۔ دنیا کے ہر خطۂ زمین میں، ہر سال نہیں، ہر ماہ نہیں، ہر ہفتے نہیں، ہر روز پانچ مرتبہ بلند میناروں سے جس نام کی پکار خالق کے نام کے ساتھ فضا میں گونجتی ہے، وہ اسی ایک عظیم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے، جسے بصیرت سے محروم دنیا نے ایک زمانے میں محض ایک بے کس و یتیم کی حیثیت سے جانا تھا۔ یہ معنی ہیں یتیم کے راج کے، یہ تفسیر ہے ”ورفعنا لک ذکرک“ کی ایک صوبے پر نہیں، کسی ایک جزیرے پر نہیں، دنیا پر، دنیا کے دلوں پر آج حکومت ہے تو اسی یتیم کی، راج ہے تو اسی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

(ماخوذ ”ذکر رسول“ ص:۲۰۶ از مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ)

تربیت یافتہ تھے کون تھے۔ یہ وہ اولوالعزم حضرات اور خوش قسمت ہستیاں ہیں جنہیں امامان دین کہتے ہیں۔ انہی میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ ؒ حضرت امام مالک ؒ جیسے حضرات شامل ہیں۔ ان پاک نفوس کی ایمانی بصیرت نے تقاضا کیا کہ بعد زمانوں میں یہ امانت و دیانت یہ تقویٰ طہارت، یہ صدق وصفا اور دین سے اتنا شغف وانہماک نہ رہے گا۔ اس لئے اصل دین کی حفاظت کی جانی ضروری ہے تاکہ آئندہ وہ بچوں کا کھیل یا تحریف کا شکار نہ ہوسکے۔ چنانچہ ایک طرف انہوں نے قرآن پاک کے سارے منقول معانی اور آنحضرت ﷺ کے سارے ارشادات جو صرف اپنے تابعی اساتذہ کے توسط سے ان تک صحابہ ؓ سے پہنچے تھے۔ قلمبند کردیئے۔ (موطا امام مالک اسی پاک زمانہ کی یادگار ہے) دوسری طرف ان حضرات نے آنے والے قانون کی سہولت کے لئے جو آنحضرت ﷺ سے دوری کی وجہ سے قسما قسم کے فتنوں سے دوچار ہوسکتے تھے۔ قرآن وحدیث اور خلفاء راشدین کے قضایا وفتاویٰ کی روشنی میں (جیسے ہائیکورٹ کے فیصلے کی روشنی میں کسی قانون کی تعبیر کی جاتی ہے) دین کے باریک مسائل سمجھنے کے لئے چند اصول بیان فرمادیئے جنہیں فقہ یا اصول فقہ کہتے ہیں۔

اب اللہ تعالیٰ نے اسی زمانہ میں محدثین کی وہ بلند پایہ جماعت پیدا فرمادی جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ کی حفاظت میں پوری عمریں صرف کر دیں۔ انہوں نے صحابہ کرام ؓ کے تمام ملفوظات جمع کئے۔ تابعین ؒ کی روایتیں بھی حفظ کیں۔ ان میں حضرت امام بخاری ؒ، حضرت امام مسلم ؒ وغیرہ امامان حدیث شامل ہیں۔ یہ محدثین حضرات جہاں بلامبالغہ لاکھوں روایتوں کے بمعہ اسانید کے حافظ تھے۔ وہاں روایت کے پرکھنے میں اجتہادی ملکہ رکھتے تھے۔ فن جرح وتعدیل ایجاد ہوا۔

جس کے ذریعہ کسی روایت کی صحت وسقم پر بحث کی جاتی ہے۔ علم اسماء الرجال کی اسی سلسلہ میں بنیاد پڑی۔ جس سے پانچ لاکھ انسانوں کی زندگیاں محفوظ ہوئیں۔ ان محدثین حضرات کو اللہ تعالیٰ نے اسی حفاظت قرآن کے وعدہ کی وجہ سے ذہانت، حفظ، ضبط واتقان اور دیانت وامانت اور ساتھ روایتی تنقید کا وہ ملکہ عطاء فرمایا تھا جس کی نظیر نہیں مل سکتی اور درحقیقت ضرورت بھی صرف اسی وقت تھی۔ ان حضرات نے انتہائی احتیاط کی وجہ سے لاکھوں کے ذخیرہ سے چند ہزار حدیثیں اپنی اپنی کتابوں میں بمعہ سند کے لکھیں۔ انہوں نے ایسی روایت کو بھی کمزور قرار دیا جس کے معتبر راویوں میں سے کسی ایک کو بھی اگر عمر بھر میں صرف ایک دفعہ وہم ہوا ہو۔ یہ کتابیں اس وقت سے آج تک امت مسلمہ میں متداول ومقبول ہیں اور قرآن کی حفاظت کی برکت سے یہ بھی محفوظ ہوگئیں۔ پھر انہی احادیث کی روشنی میں تفسیریں بھی لکھی گئیں اور قرآن کے الفاظ ومعانی خدائی وعدہ کے موافق محفوظ ہوگئے۔ ان منقول معانی کے خلاف آج جو معنی کیا جائے وہ مردود ہے۔ خاتم النبیین اور لا نبی بعدی وغیرہ آیات واحادیث کا معنی اس وقت تک یہی لکھا گیا اور سمجھا گیا کہ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا نیا نبی نہیں آسکتا اور یہ کہ آخری زمانہ میں آنے والا پرانا پیغمبر حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہوں گے۔

☆☆..........☆☆

لانبی بعدی
تاجدارِ ختم نبوت زندہ باد
تحفظ ختم نبوت کا کام حصول شفاعت کا ذریعہ ہے
اسلام زندہ باد
کل کراچی بین المدارس
فائنل تقریری مسابقہ
بعنوان: ناموس انبیاء اور مذاہب عالم
دفتر ختم نبوت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
28 فروری 2019 بروز جمعرات بعد نماز مغرب
زیر سرپرستی
استاذ المحدثین حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
زیر صدارت
حلیم الامت پیر طریقت حضرت مولانا حکیم محمد مظہر صاحب مدظلہ
رئیس جامعہ اشرف المدارس
زیر نگرانی
یادگار اسلاف حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفی صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی
مفتی محمد اسحاق مصطفی مسئول ضلع ملیر
مولانا محمد عادل غنی مسئول ضلع کورنگی
مولانا محمد رضوان قاسمی مسئول ضلع شرقی
مولانا محمد شعیب کمال مسئول ضلع غربی
مولانا محمد کلیم اللہ نعمان مسئول ضلع جنوبی
حافظ محمد عرفان علی شاہ مسئول ضلع وسطی
خطیب ختم نبوت حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب مدظلہ
مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
زیر اہتمام: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی
021-32780337
021-32780340
www.amtkn.com
پشاوری پرنٹرز 0315-3796371 0331-3796371

تحفظ ختم نبوت کانفرنس

عظیم الشان

بین الاقوامی

13 واں سالانہ محفل قراءت

سبحان حسین

ان شاء اللہ

عبد الرزاق اسکندر

مستقیم احمد پراچہ

2 مارچ 2019 بروز ہفتہ بعد نماز مغرب

بمقام دکھنی جامع مسجد پاکستان چوک کراچی

محمد مظہر شاہ صاحب

احسان احمد

منظور احمد مینگل

احسن احمد حسنی

محمد اسد پراچہ

زیر صدارت

محمد نعیم صاحب

نقابت

رضوان قاسمی

فضیلۃ الشیخ
القاری المقری
ایمن احمد حسن ابو علام
مصر

فضیلۃ الشیخ
القاری المقری
مؤمن عین المبارک
انڈونیشیا

فضیلۃ الشیخ
القاری المقری
عبداللہ متلیکا حسین ملا
تنزانیہ افریقہ

نعت خواں

حضرت مولانا محمد اشفاق

انس یونس صاحب

محمد عرفان سعید

دکھنی جامع مسجد درس کمیٹی

پاکستان چوک کراچی واہل محلہ

0332-2510815
0300-2276606

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت